تار کا پتہ ’’الفضل‘‘ ٹبالہ قادیان — اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

THE ALFAZL QADIAN

قیمت فی پرچہ ۱؎

اخبار الفضل

ہفتہ میں دوبار — قادیان

قیمت سالانہ پیشگی ... بیرون ہند ...

ایڈیٹر:۔ غلام نبی ٭ اسسٹنٹ ظہور محمد خان

نمبر ۴۱ و ۴۲	مورخہ ۲ نومبر سنہ ۱۹۲۳ء یوم جمعہ	مطابق ۲۱ ربیع الآخر سنہ ۱۳۴۲ھ	جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بفضل خدا بخیریت ہیں۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو بھی آرام ہے۔

جناب ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کی اہلیہ صاحبہ جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی خوش دامنہ تھیں اور بڑی پارسا اور تہجد گذار تھیں۔ ۳۰-۳۱ اکتوبر کی درمیانی رات کو قلب کی حرکت بند ہو جانے کی وجہ سے فوت ہو گئیں۔ اور مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ ان کی زندگی کے سبق آموز اور قابل تعریف حالات آئندہ شایع کئے جائینگے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی اللہ دتا صاحب اور جناب شیخ عبدالرحمن صاحب آریوں سے مباحثہ کے لئے لاہور تشریف لے گئے ہیں۔

نامۂ صادق

پیرس سے جناب مفتی صاحب کا خط

حکمت الٰہیہ

برادرم مولوی محمد دین صاحب۔ بی اے مبلغ اسلام امریکہ کو سے لکھتے ہیں۔ ’’آپ کی مراجعت میں جو تعویق ہو گئی۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ جاپان کے راستہ جانا تھا۔ اگر آپ یکم جولائی کو یہاں سے جاپان چلے جاتے۔ تو غالباً اگست میں وہاں پہونچتے۔ اور ستمبر کا مہینہ وہاں ٹھیرتے وہاں پر تو قہر خداوندی نازل ہوا۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو وہاں جانے سے روک لیا‘‘ مولوی صاحب نے یہ بالکل سچ لکھا ہے۔ دراصل میرا ارادہ یہی تھا کہ جاپان کے راستہ سے ہندوستان واپس جاؤں۔ اور مولوی محمد دین صاحب کے ساتھ تین ماہ رہ کر یکم جولائی کو میں انہیں سب چارج دے کر سفر کے واسطے بالکل طیار تھا۔ مگر سفر خرچ نہ پہنچا۔ اس واسطے بجائے جاپان کو جانے کے میں نے امریکہ کے مختلف شہروں میں دورہ شروع کر دیا۔ اگر جاپان چلا جاتا تو زلزلہ کے دن میں بھی وہاں ہوتا۔ مگر خدا جانتا تھا [illegible] کہ میں جاپان نہ جا سکا۔ پھر زلزلہ کے بعد وہاں جانا مناسب نہ جان کر عاجز فرانس کے راستہ سے عازم ہندوستان ہوا۔

فرانس کے حالات اور تبلیغ

جیسا کہ گذشتہ رپورٹ میں لکھ چکا ہوں۔ عاجز امریکہ سے رخصت ہو کر فرانس پہونچا۔ یہاں جہاز کے انتظار میں چند ہفتے ٹھیرنا پڑا۔ اکتوبر نومبر دسمبر کے سب جہاز ابھی سے پر ہو چکے ہیں۔ کئی ہفتے پہلے سے لوگ ٹکٹ خرید لیتے ہیں۔ اور جگہ ریزرو کرا لیتے ہیں۔ مگر اتفاقاً ۹ نومبر کے جہاز میں عاجز کا نام پہ ایک جگہ خالی

ہوگئی۔ اس کے واسطے کوشش کر رہا ہوں۔ اس اثناء میں فرانس کے حالات تفتیش کر رہا ہوں۔ کہ اس ملک میں تبلیغ اسلام کے واسطے کیا سعی ہو سکتی ہے۔ فرانسیسی لوگ مذہباً کیتھولک اور زیادہ متعصب ہیں۔ غیر ملکی لوگوں کی بہت عزت کرتے ہیں۔ بالخصوص اگر انہیں معلوم ہو۔ کہ دوسرے کسی ملک کا کوئی عالم ہے۔ تو بہت اکرام کرتے ہیں۔ جب میں یہاں کی شاندار لائبریری دیکھنے گیا۔ تو خود سیکرٹری مجھے ملنے آیا۔ ساتھ ہو کر لائبریری دکھائی۔ پھر باہر کے دروازے تک ساتھ آیا۔ ٹوپی اتار کر اور جھک کر سلام کیا۔ راستہ بیان پولیس مین سے راستہ پوچھو۔ تو وہ بھی ٹوپی اتار کر سلام کرتا ہے۔ اور راستہ بتلاتا ہے۔ امریکہ کی طرح یہاں مذہبی آزادی بہت نہیں۔ ایک فرانسیسی نومسلم ملے۔ ان کی رائے ہے۔ کہ یہاں تبلیغ کے لئے ایسا آدمی ہونا چاہیئے۔ جو بظاہر مبلغ نہ ہو۔ اور چپکے چپکے کام کرے۔ علاوہ بریں بسبب سخت مخالفت کے وہ کچھ نہ کر سکے گا۔ فرانسیسی لوگ آرٹ کے بہت شائق ہیں۔ سارا شہر تصاویر اور بتوں سے بھرا پڑا ہے۔ بڑے بڑے عجائب گھر صرف تصاویر اور ترا‌شے ہوئے بتوں اور ڈھالے ہوئے بتوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اکثر تصاویر اور بت تاریخی ہیں۔ ہندوستان کی ایجنسی (Agency) اشیاء کی تجارت یہاں بہت چل سکتی ہے۔ بعض ہندوستانی تاجر بھی یہاں ہیں۔ اگر محبوب ٹریڈنگ ایجنسی یہاں اپنی ایک شاخ کھول دے۔ تو انگلستان کی نسبت غالباً زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس وقت تک میں یہاں دو لیکچر دے چکا ہوں۔ پیرس میں ایک صاحب سے جو انگریزی جانتے ہیں۔ میری تقریر کے چند فقرے فرانسیسی میں ترجمہ کئے۔ ایک مضمون میں نے انگریزی میں لکھا۔ جس میں سلسلہ حقہ کا ذکر خصوصیت سے تھا۔ وہ ایک فرنچ نومسلم نے فرانسیسی میں ترجمہ کر کے ایک انجمن میں سنایا۔ چند مصری طلباء کو بھی تبلیغ کی گئی۔ اور الجیریا اور ٹیونس اور مراکش کے چند مسلمان ملے۔ ان کو بھی تبلیغ کی گئی۔

ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب کپورتھلہ

مہاراجہ صاحب کپورتھلہ سے پیرس میں ملاقات ہوئی۔ بہت حسن اخلاق سے پیش آئے۔ میں نے رسالہ مسلم سن رائز پیش کیا۔ اور امریکہ میں اپنے کام کا اختصاراً ذکر کیا۔ بہت خوش ہوئے۔ فرمایا خوب کام کیا۔ اور فرمایا کہ ہم ریاست میں ایک شاندار مسجد بنوائیں گے۔ اس کا نقشہ پیرس میں تیار ہو رہا ہے۔ احمدی و غیر احمدی میں فرق دریافت کیا۔ اس کو میں نے مفصل عرض کیا۔ فرمایا۔ آپ کی ملاقات سے ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ آپ جب ہندوستان جائیں تو وہاں بھی ہمیں ضرور ملا کریں۔

شاہزادہ صمد خاں

مملکت ایران کے سفیر شاہزادہ صمد خاں ایک دن اتفاقاً راستہ میں ملے۔ میں ایک چوک میں کھڑا فرانسیسی دنیا کی تگ و دو کو مطالعہ کر رہا تھا۔ کہ ایک معزز شخص فرانسیسی لباس میں میری طرف بڑھے۔ ٹوپی اتار کر کہا السلام علیکم میں نے خیال کیا کوئی عربی بزرگ ہوں گے۔ اس واسطے عربی میں پوچھا آپ کا اسم شریف فرمایا میں عربی نہیں جانتا۔ ایرانی ہوں۔ فرانسیسی اور فارسی بولتا ہوں۔ اس پر گفتگو فارسی میں شروع ہوئی۔ یہ معلوم کر کے کہ میں فارسی بول سکتا ہوں۔ بہت خوش ہوئے۔ اپنے مکان پر دعوت کی۔ شاہ ایران کے تخت گاہ کا شاندار کمرہ جو پیرس میں ہے دکھایا ہمارے مشن امریکہ اور سلسلہ کے حالات دیر تک دریافت کرتے رہے۔ اخیر میں فرمایا۔ کہ یہ خادم چولہا اور یہ آپ کا گھر ہے۔ آپ کے مبارک مشن کے جو اصحاب اس طرف سے گزریں۔ ان کو تاکید فرمائیں۔ کہ یہاں ضرور تشریف لاویں۔ اور مجھے خوش وقت کریں۔

اسپین میں تبلیغ کی ضرورت

ایک صاحب جو اسپین کا سفر کر چکے ہیں۔ ایک دفعہ ملے۔ انہوں نے ذکر کیا۔ کہ ملک اسپین میں صدہا خاندان ایسے ہیں۔ جو دراصل مسلمان تھے لیکن ملک میں مسیحی فتوحات کے بعد مسلمانوں پر کچھ ایسے مظالم ہوئے۔ کہ ان کو اپنے اسلام کا اظہار مصیبت ہو گیا۔ اور خصوصیات اسلامی حکومت کے خوف سے ان کو ترک کرنی پڑیں۔ اور اس طرح رفتہ رفتہ وہ لوگ عیسائیوں کے ساتھ مل کر عیسائیوں میں جذب ہو گئے۔ لیکن ان کے خاندانی آثار اور روایات ان میں اب تک موجود ہیں۔ اور وہ اسلام سے اندر ہی اندر محبت رکھتے ہیں۔ اگر ان کو کوئی ابھارنے والا ہو۔ اور ان میں نئی روح ڈالنے والا ہو۔ تو لاکھوں شخص مسلمان ہو سکتے ہیں۔

پیرس میں چند اشخاص زیر تبلیغ ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مشرف باسلام کرے۔

(محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ از پیرس ۱۹ر اکتوبر ۱۹۲۳ء)

اروپی کا مقدمہ

۱۹ر نومبر گوجرانوالہ میں اس مقدمہ کی پیشی تھی۔ جو ظہیر الدین اروپی نے الفضل کے خلاف دائر کیا ہوا ہے چونکہ اسی دن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا لاہور میں پبلک لیکچر تھا۔ جس کی وجہ سے جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بی۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لا مقدمہ کی پیروی کے لئے گوجرانوالہ تشریف نہ لیجا سکتے تھے۔ اور ایڈیٹر الفضل نے وہ لیکچر قلمبند کرنا تھا۔ اس لئے مستغیث کے چار گواہوں کا جن میں سے ایک اپووڈی محمد علی صاحب لاہوری تھے۔ بارہ روپیہ خرچہ داخل کر کے مقدمہ اگلی تاریخ ۱۷ر دسمبر کے لئے ملتوی کرا دیا گیا۔

جناب شیخ دین محمد صاحب وکیل گوجرانوالہ نے ہماری طرف سے عدالت میں پیش ہو کر مقدمہ ملتوی کرا دیا۔ اس تکلیف فرمائی کے لئے ہم جناب شیخ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اس کام سے ۱½ بجے کے قریب فراغت ہوئی۔ اور چونکہ کوئی ایسی گاڑی نہ آتی تھی۔ جو ۵ بجے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے لیکچر کے وقت لاہور پہنچا دیتی۔ اس لئے لاہور سے موٹر روانہ کی گئی۔ جس کے ذریعہ عین وقت پر جب کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی لیکچر کے لئے کھڑے ہونے والے تھے ہم بریڈلا ہال میں پہنچ گئے۔ اور خدا کے فضل سے لیکچر قلمبند کر لیا گیا مستری موسےٰ صاحب بہت ہی شکریہ کے قابل ہیں۔ کہ موٹر دے کر ان کے صاحبزادے وقت پر پہونچ گئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

یوم سہ شنبہ۔ قادیان دارالامان۔ مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۲۳ء

علی برادران کی اسلام کے خلاف تقریریں

مسلمانوں کے لیڈروں کی افسوسناک روش

مسلمانوں کا خیال تھا۔ اور صرف خیال ہی نہیں بلکہ پختہ یقین تھا۔ کہ مسٹر محمد علی اور شوکت علی صاحبان جیل خانہ سے باہر آکر اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید خدمات انجام دینگے۔ اور گذشتہ سنین غفلت میں جو ناپاک رویہ بعض لیڈروں کی کوتاہ اندیشی سے مسلمانوں میں رائج ہو گیا تھا۔ اور جس سے ان کی حیثیت۔ عزت جان۔ اور مال اور مستقبل سخت خطرے میں پڑ گئے تھے۔ اس کو ترک کر کے وہ مسلک اختیار کریں گے۔ جو اسلام کے لئے مفید اور مسلمانوں کے لئے بابرکت ہوگا۔ مگر ان کی حیرت کی انتہا نہیں رہی۔ جب وہ یہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ جونہی یہ دونو بھائی جیل سے باہر آئے ہیں۔ زبانوں پر وہ کلمات جاری ہو گئے۔ جن کا سننا کسی مسلمان کے لئے موت سے کم تلخ نہیں۔ اور جو غیرت اسلامی اور عزت نفس کو تباہ کرنے کے لئے بھونچال سے اٹھنے والے مادے سے کم نقصان رساں نہیں ٭

خیال تھا۔ کہ مسٹر محمد علی صاحب اسلام کے لئے ایک دردمند دل اور مسلمانوں کے لئے پر از خلوص قلب سینہ میں رکھتے ہیں۔ مگر نہیں معلوم سوداگری یا کار قوم کے لیڈروں نے ان کو کیا سبز باغ دکھلائے۔ اور وہ صرف مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھانے سے ہی خاموش رہے۔ بلکہ مسلمانوں کے خلاف زہرفشانی فرما دیتے ...یہ پھر بھی خیال تھا۔ کہ ان کے بھائی اُن سے زیادہ اسلام کے لئے سربکف رہا کرتے ہیں۔ اگر وہ آزاد ہونگے۔ تو ضرور اس باب میں کچھ کریں گے۔ لیکن وقت آیا۔ کہ وہ بھی جیل سے باہر آگئے۔ مگر ہُوا وہی جو ان سے پہلے محمد علی صاحب نے کیا تھا۔ بلکہ اگر اخبارات کی شائع کردہ اطلاعات درست ہیں تو انہوں نے اپنے بھائی سے بھی بہت آگے قدم رکھا۔ اور وہ کچھ کہدیا۔ جو کسی مسلمان لیڈر سے سننے کی تو کسے توقع ہو سکتی تھی۔ کسی معمولی شریف آدمی سے بھی سننے کا خیال کسی انسان کو نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اگر مسٹر محمد علی صاحب یہ فرماتے ہیں۔ کہ

"مسلمان شدھی کی وجہ سے ہندوؤں سے کیوں لڑتے ہیں۔ جب کہ خود عرب میں مسلمانوں کو دوسرے مذہب والے اپنے اندر داخل کرنے کو کوشاں ہیں"

(وکیل ۹ نومبر ۱۹۲۳ء)

کے بڑے بھائی مسٹر شوکت علی صاحب "خادم کعبہ" کہلا کر اور "کعبہ کی طرف منہ کر کے" ارشاد فرماتے ہیں۔

"مسلمانوں کو ہندوؤں کا احسان ماننا چاہیئے۔ کہ تم تو ذرا سی باجہ بجانے کی بات پر ہی ان سے لڑ پڑتے ہو۔ میں تو کہتا ہوں۔ کہ اگر ہندو بھائی تمہاری کسی مسجد کو بھی گرا دیں۔ تو بھی تمہیں برداشت کرنا چاہیئے"

(کیسری ۱۱ نومبر)

پھر اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ انسانی غیرت اور عفت و عصمت کے جذبہ کو بھی پامال کر دینے کا ان الفاظ میں اپنے متبع مسلمانوں کو سبق پڑھاتے۔ اور اپنے آپ کو بطور مثال پیش کر کے اپنا قیمتی فیصلہ سناتے ہیں کہ

"آپ لوگ دھوکہ میں نہ آئیں۔ میں اور بھائی محمد علی نے اور محترمہ بی اماں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ خواہ کوئی ہندو۔ ہماری ماں۔ بہن۔ بہو۔ بیٹی کی بےعزتی ہی کیوں نہ کرے۔ ہم کبھی کسی ہندو کے برخلاف کچھ نہیں کہیں گے۔ امید ہے۔ اس طرح آپس میں محبت اور ہمدردی پیدا ہو جائے گی"٭

(وکیل ۱۷ نومبر)

اگر یہ بیانات مسٹر محمد علی شوکت علی نہیں "مولنا" محمد علی اور "مولنا" شوکت علی صاحبان ہی کے ہیں۔ تو وائے برحال مسلمانان۔ جو ان کو اپنا لیڈر سمجھتے ہیں اور نہیں، فدید ایمان اسلام قرار دیتے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ وہ مسٹر محمد علی و شوکت علی جو "ہجرت" کی تحریک میں مسلمانوں کے وسیع قبرستان کا ملاحظہ اور بربادی کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ وہ ایک طرف تو اب پھر مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ عرب میں جاؤ۔ اور وہاں نبرد آزمائی کرو تاکہ کابل کی ہجرت سے جو لوگ بچ رہے ہیں وہ اس طرح تباہ ہو جائیں۔ اور دوسری طرف یہ ارشاد ہوتا ہے۔ اگر ہندو تمہاری کسی مسجد کو گرا بھی دیں تو کان نہ ہلاؤ۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ اسی مسٹر محمد علی اور ان کے بھائی کی آواز ہے۔ جنہوں نے ۱۹۱۳ء میں مسجد کانپور کے متعلق ایک طوفان برپا کیا تھا۔ اور مسجد کا نام لے کر غسل خانہ کی دیوار کے گرانے پر مسلمانوں کو مشتعل کیا تھا۔ پھر ہم یہ بھی پوچھنے کی جرأت کرتے ہیں۔ کہ مسٹر شوکت علی۔ جو مسلمانوں کی ماں۔ بہن۔ بہو۔ بیٹی کو بےعزت کرنے کی اپنے چہیتے ہندوؤں کو دعوت دے رہے ہیں۔ اور علی الاعلان کہہ رہے ہیں۔ ایسا کرنے والے ہندوؤں کے خلاف کبھی ایک لفظ نہ کہیں گے۔ وہ ۱۹۱۹ء کے مارشل لا کی داستانوں کو کیوں دہراتے ہیں۔ اور اپنی تقریروں میں یہ خونی منظر کھینچا کرتے ہیں۔ کہ امرتسر میں ہندو خواتین کو بےنقاب کیا گیا۔ باوجود اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ وہ ہندوستانی خواتین گھر یا ہے کی تھیں

اگر ایمان ہے۔ اور سینہ میں زندہ اور غیور دل ہے۔ تو بتائیں۔ کہ کیا مسلمانوں کی ماؤں۔ بہنوں۔ بہوؤں۔ بیٹیوں کی اتنی ہی عزت سمجھتے ہیں۔ کہ ہندو ان کو بےعزت کریں۔ مگر مسلمان ٹس سے مس نہ ہوں۔ لیکن ایک "ہندوستانی خاتون" جس کی سوانح عمری شائع شدہ حالات سے غلط ہو گئی ہے۔ اُس کی عزت و توقیر کا یہ عالم کہ انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے کیلئے ایک اچھا خاصا نہیں بلکہ نہایت زبردست ہتھیار اور نہایت معقول باعث ٹھیرایا جائے ؛

اس کے معنے تو صاف یہ ہیں۔ کہ مسٹر محمد علی اور شوکت علی کی جنگ نہ اسلام کے لئے ہے نہ مسلمانوں کے لئے اگر ہے اور واقعی ہے تو محض نفس کے لئے اور اپنے آقا ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ کہ وہ "بیت اللہ" کی خرابی اور مسلم خواتین کی بےعزتی کرنے کی اپنے محبوب و مخلص اور دیوتا سروپ سردار گاندھی کی قوم کو دعوت دیں۔ اس دعوت کا جہاں تک علی برادران کی ذات سے تعلق ہے۔ اس کے متعلق تو کہا جاسکتا ہے۔ کہ شائد ہندو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں لیکن اس کا لازمی اور یقینی نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بیچارے مسلمانوں کو ہندو پہلے سے بھی زیادہ سفاکی کیساتھ تنگ کرنا شروع کردیں گے۔ کیونکہ جب وہ دیکھینگے کہ نہ صرف مسلمانوں کا کوئی پرسان حال نہیں بلکہ ان کو یہ تلقین کرنے والے موجود ہیں۔ کہ ہندو خواہ کچھ کریں۔ تم اُف نہ کرو۔ تو جو اُن کے جی میں آئیگا کرینگے

اخبار وکیل نے علی برادران کے ان تباہ کن خیالات کو شائع کرتے ہوئے۔ اپنے دل کو تسلی دینے کیلئے لکھا ہے۔ کہ

"ہم تو یقین نہیں کرسکتے۔ کہ دونو بھائیوں نے اب تک جو کچھ کہا ہے۔ یا جو خیالات ہم تک اخبارات کے ذریعہ پہنچے ہیں وہ کسی مسلمان کی زبان سے نکلے ہوں۔ مولانا محمد علی جیل سے "داتا" ہو کر کیا نکلے۔ کہ ہندو مسلمانوں دونوں کے لئے وجہ شکایت بن گئے" (وکیل ۹ر نومبر)

ہم جانتے ہیں۔ کہ یہ دونوں بھائیوں ہی کے الفاظ ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں اس قدر پُرجوش ہیں۔ کہ اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ اور جذبات پر قابو نہ رکھنے والا انسان ہنگام جوش میں ناگفتنی کہنا اور ناکردنی کیا کرتا ہے۔ قبل ازیں بھی ان کے منہ سے ایسے ایسے الفاظ نکل چکے ہیں۔ جو کسی مسلمان کی شان کے شایاں نہیں۔ اور اب تو اپنے جوش اور ہندوؤں کی خاطر تواضع میں اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو بےغیرتی کی زندگی بسر کرنے اور مسجدوں کو گرتے دیکھکر خاموش رہنے کی تلقین کررہے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے مسلمان کب تک ایسے لیڈروں کی لیڈری پر فخر کرتے رہیں گے۔ اور کب تک ان کے احکام کی تعمیل کرکے تباہی و بربادی کے گڑھے میں پڑے رہیں گے۔ جب کہ ان کی یہ حالت ہے۔ کہ مسلمانوں کو ہندوؤں کے غلام بنکر رہنے کی ہدایت کررہے ہیں۔ اور ان کی دیوتاؤں اور سنتوں کو پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکرا رہے ہیں۔ کیا مسلمان بتاسکتے ہیں۔ کہ ان کی اس درخواست کا ان کو کیا جواب ملا۔ کہ

"شردہانند نے اپنا عہد توڑ دیا۔ اب اگر آپ کے دل میں اسلامی جوش ہے۔ جو کہ بیشک ہی جیسا بار بار تجربہ کیا ہے۔ تو مولانا اب سب کچھ چھوڑ دیجئے ہندو مسلم اتحاد اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ ہند کے گھر گھر سے توحید کی آواز بلند نہ ہو جائے۔ آپ کو سوراج کی ضرورت ہے سوراج کے جہاز میں مالوی اور شردہانند نے سوراخ کردیا اب جہاز ڈوب رہا ہے۔ مسلمان تباہ ہو رہے ہیں اور برباد ہو رہے ہیں۔ انکا ایک مشک میں سی کر ان کے نظام کو درست کرلیجے۔ جب مسلمانوں کا نظام درست ہو جائے گا تو اس وقت سوراج کا نیا جہاز تیار کرلیجئے۔ اس وقت میدان میں آئیے۔ مسلمانوں کو جابیر دل۔ ہندو سنگھٹن اور شدھی کے زبردست ہتھیار دیتے بچائیے" (سیاست ۲۴ ر اکتوبر)

اس کا جواب نہ ملا ہے۔ اور نہ کبھی مل سکتا ہے۔ اسی لئے سیاست جیسے اخبار کو یہ لکھنا پڑا ہے۔ کہ "اس وقت عام طور پر مسلمان مولانا محمد علی کے موجودہ طرز عمل سے مطمئن نہیں۔ ان کی تمنا ہے کہ مولانا ہندوستان کی آزادی کی تحریک کی سرگرمی کا اظہار فرمانے کے ساتھ ساتھ مسلمانان ہندوستان کے تنظیم و اصلاح کی طرف بھی توجہ فرمائیں۔ لیکن اب تک مولانا مسلمانوں کی بربادیوں اور تباہیوں کے دیکھنے کے باوجود متوجہ نہیں ہوئے"

(سیاست ۱۰ر نومبر)

غور کیجئے۔ ایک طرف تو علی برادران کی یہ حالت ہے۔ کہ ہندوؤں کی خاطر ان کی دلداری کرنے اور خوشنودی مزاج حاصل کرنے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں۔ مسلمان بھائیو! اگر ہندو بھائیوں کے باجوں کی آواز تمہاری عبادات میں مخل ہے۔ تو اس سے چیں بہ جبیں نہ ہو۔ لیکن یہ تو چھوٹی بات ہے۔ بلکہ اگر تم دیکھو۔ کہ ہندو بھائی آتے ہیں۔ اور تمہاری مسجدوں کو گرا دیتے ہیں۔ ان کو کھنڈر بناتے۔ اور اینٹ سے اینٹ بجا دیتے ہیں۔ تو بھی تم اُف نہ کرو۔ اور خدا کا شکر بجا لاؤ۔ کہ تم کو ایسے ہمدرد ایسے بہی خواہ۔ ایسے مخلص۔ ایسے جانثار اور ایثار کرنے والے بھائی ملے ہیں۔ اور اسی پر بس نہ کرو۔ اگر لفنگے اور بدمعاش بدچلن اور بدکار ہندو تمہاری ماؤں۔ بہنوں بیٹیوں۔ بہوؤں کو بےعزت کریں۔ تو غیرت دکھلانا کیسا ہندوؤں کی طرف سے ماتھے پر بل نہ ڈالو ؛

مگر باوجود اس کے کیا ہندو علی برادران کو عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور ان کو اپنے دل میں جگہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہرگز نہیں۔ چنانچہ مسٹر محمد علی کے اس فقرہ پر۔ کہ

اگر ہم نے سوراجیہ حاصل بھی کر لیا تو باقی ہندوستان
ں ایک آزاد حکومت رکھتے ہوئے ہمیں پنجاب میں
ومت کے لیئے اوڈوائر اور ڈائر مہیا کرنے ہونگے"
بار ملاپ ۷ نومبر لکھتا ہے
"پنجاب کو ڈائر کی ضرورت ہے نہ اوڈوائر کی۔
ایک انصاف پسند مدبر کی ضرورت ہے۔ جو مذہبی
تعصب سے اندھا ہوا ہوا نہ ہو۔ جس کے سینہ میں
ورہ سے زیادہ ہردوار کی عزت ہو۔ جسکے دل میں
ی کی نسبت ہندوستان سے زیادہ پیار ہو۔ اور یہ بات
جھ سکے کہ ہندوستان کی مٹی سے وہ بنا ہے اور اسی
ے اندر اُسے ملنا ہے۔ جب تک قومی گورنمنٹ کے
عض لیڈروں کی دماغی حالت اس مرکز پر نہیں آتی
ب تک ہزار ڈائر اور سینکڑوں اوڈوائر بھی پنجاب
ی حالت کو سدھار نہیں سکیں گے۔ انگریزی گورنمنٹ
ائر اور اوڈوائر کے ذریعہ پہلے جو غلطی کر چکی ہے
م بھی اسکو دہرا کر دیکھلو"

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

م علی برادران کو بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ حضرات یہ "بُت"
نکی قربان گاہ عقیدت پر آپ مساجد اور مسلمانوں کی
زت و عصمت۔ قومیت اور خواند کو اس بیدردی سے
ربان کرنے پر آمادہ ہیں وہ آپ سے نہیں راضی ہو سکتے
ور قطعاً راضی نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ آپ ان
ٹھاکروں" کے "دواروں" پر "اسلامیت" کا ہر ایک وہ
ذرہ اور ہر ایک وہ رمق بھی نہ نثار کر ڈالیں جو آپ کو
پنے دل کے کسی کونہ میں نظر آئے۔ کیونکہ ہندو
چاہتے ہیں کہ آپ روم و شام کو چھوڑ دیئے۔ افغانستان
و چھوڑ دیئے۔ کربلا و کاظمین کو چھوڑ دیئے کہ یہ بدیشی
قام اور کعبہ کو چھوڑ دیئے کہ یہ بدیشی معبد ہے۔ رسول
عرب فداہ ابی و امی کو چھوڑ دیئے اور قرآن کو بھی
چھوڑ دیئے کہ وہ بدیشی رسول اور یہ بدیشی کتاب ہے
یں نہیں آپ اللہ کو بھی چھوڑ دیئے کہ وہ بدیشی مذہب
کی ایک پروا ہے۔ جب آپ یہ تمام قربانیاں
ں گے تب خیال میں آسکتا ہے کہ یہ "بُت" آپ کو
راضی ہو جائیں۔ ورنہ جب تک آپ کی بقول اکبر مرحوم
حالت نہ ہو گی کہ ؏

پھر سے اسلام کو اک قصۂ ماضی سمجھو

اسوقت تک آپ کے کان یہ خوشگوار اور سامعہ نواز
آواز نہیں سُن سکتے۔ ؏

ہنس کے فرمایا تو پھر مجکو بھی راضی سمجھو

مگر ہم مسلمانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کیا وہ بھی
ہندوؤں کی خاطر یہ قربانیاں کرنے کے لیئے تیار ہیں
اگر نہیں۔ تو کیوں وہ ایسے لوگوں کے پیچھے لگے
ہوئے ہیں۔ جو انہیں کعبہ کی بجائے ترکستان لیجا
رہے ہیں۔ اور کیوں ان کے خلاف پرزور آواز
نہیں اٹھاتے۔ کہ یا تو وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر الگ
ہو جائیں۔ یا راہ راست پر آجائیں۔

مکتوبات امام

تعزیت

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے
تعزیت نامہ۔ جناب میاں غلام مصطفیٰ خاں صاحب
مرحوم کی وفات پر۔

جناب میاں صاحب مرحوم کی وفات کی خبر اخبار میں
شائع ہو چکی ہے۔ جب یہ اطلاع حضرت خلیفۃ المسیح
ثانی کو پہنچی۔ تو حضور نے میاں صاحب مرحوم کے لڑکے
میاں غلام مرتضیٰ خاں صاحب نائب تحصیلدار کو
لکھنے کے لیئے حسب ذیل سطور اپنے قلم سے رقم فرمائیں
"آپ کا کارڈ ملا۔ میاں غلام مصطفیٰ خاں صاحب
کی وفات کا حال معلوم کر کے بہت افسوس ہوا۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نہایت
مخلص اور محبت سلسلہ میں چور تھے۔ اور اس قسم کا
ایمان انکو حاصل تھا۔ جسپر کسی دنیاوی رشتہ کا اثر
نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ اور
آپ لوگوں کو ان کے اخلاص کا وارث بنا کر مزید ترقی
عنایت فرمائے۔ انشاء اللہ بعد نماز جمعہ ان کا جنازہ
پڑھا دوں گا"

مایوس نہ ہو

ایک صاحب نے جو احمدی نہیں۔ حضور کی خدمت میں لکھا
کہ میرا پہلے عقیدہ یہی تھا۔ کہ دعاء قبول ہوتی ہے۔ اسلیئے
میں نے چند ایسے اصحاب سے جنکے متعلق میرا خیال تھا
کہ ان کے ذریعہ میری دعاء قبول ہو جائے گی۔ دعاء کی
درخواست کی۔ جن میں ایک خواجہ حسن نظامی صاحب
دہلوی اور دوسرے بابا درویش روضۂ مجدد الف ثانی
سرہند شریف بھی ہیں۔ لیکن سوائے یاس و ناکامی کے کوئی
شئے حلقہ تحصیل میں نہیں آئی۔ اور اب بہت گھبرایا
ہوا ہوں۔ حضور میرے حال پر رحم فرما کر میرے دل کی
تسلی فرمائیں۔ اور میری کامیابی کے لیئے دعا کریں
اس کے جواب میں حضور نے لکھوایا۔
"میں انشاء اللہ دعا کروں گا۔ آپ کبھی کبھی یاد دلاتے رہیں
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فضل کرنے والا ہے پہلے
آپ اپنے دل سے مایوسی کو نکال دیں کہ انہ لا ییئس
من روح اللہ الا القوم الکفرون۔ اور
کوشش آپ ہر طرف جاری رکھیں۔ آپ کو کیا معلوم ہے
کہ اللہ تعالیٰ کس طرف سے آپ کے لیئے برکت کا رزق
بھیجنے والا ہے۔ نماز میں اور بلا نماز کے دعا رب
انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ بہت
پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنے سیدھے راستہ کی حقیقت
بھی کھولدے تا دین و دنیا میں ہلاکت سے بچیں۔"

دو بھائیوں کی دو بہنوں سے شادی

ایک صاحب نے لکھا۔ کیا شریعت میں دو بہنوں کی دو
بھائیوں سے شادی کرنا منع تو نہیں۔ مستورات
کہتی ہیں۔ موجب فسادات ہوتا ہے۔
حضور نے لکھوایا۔ شرعاً اس طرح رشتہ کرنا جائز ہے
ہاں عام طور پر موجب فساد دیکھا گیا ہے۔ لیکن اگر
بھائی عقلمند ہوں تو یہ رشتہ زیادہ محبت کا موجب
ہو جاتا ہے۔

شدھ شدہ چمار اور ہندو

یوں تو آریہ صاحبان ہر چمار چوڑھے کو شدھ کرنیکو طیار ہوتے ہیں اور کر رہے ہیں مگر یہ سب شدھی کا سوانگ مذہب کی آڑ لے کر سیاسی ہل چل ڈالنے کے لیئے ہے ورنہ بتائیں کہ تم جسکو شدھ کرتے ہو اسکی کونسی عزت بڑھا دیتے ہو یا اسکو کس نجات اُخروی کا مستحق بنا دیتے ہو۔ نجات تو آپ کے یہاں ہے ہی نہیں۔ کوئی شخص خواہ کیسے ہی کام کرے وہ نجات پانے کا مستحق آپکے پرمیشور کی طرف سے ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ وہاں تو جونوں کے چکر ہیں۔ اب رہا دنیاوی عزت کا معاملہ سو وہ بھی ندارد۔ اسکی تازہ مثال میرٹھ کا ۲۴ ستمبر ۱۹۲۳ء کا واقعہ ہے کہ بلیشر مندر میں جو حدود چھاونی میں صدر کے تھانہ کی پشت پر اور احمدیہ مسجد کے ملحق واقع ہے ایک چمار جس کے ہاتھ بوجہ چمڑہ رنگنے کے رنگین تھے ایک پیتل لُٹیا میں کچھہ پانی اور اُسپر چند پھول رکھے ہوئے پوجا کی غرض سے مندر کے اندر داخل ہوا۔ پوجاری برہمن پوجا میں مصروف تھا اور کچھہ اور لوگ ادھر اُدھر اپنے کاموں میں مصروف تھے اسلیئے اول تو کسی نے اس بیچارہ چمار کا جو شدھ شدہ تھا اور بڑے ذوق و شوق سے اسلیئے پوجا کرنے آیا تھا کہ اپنے پرمیشور کو اسطرح وہ راضی کرے گا۔ نوٹس نہ لیا۔ لیکن جب وہ پھول چڑھا چکا تو پوجاری کی نگاہ اُسکے ہاتھوں کی طرف گئی اور پھر اس نے اسکے چہرہ کو دیکھا اور ایک نگاہ اوپر سے نیچے تک ڈالی اور فوراً معلوم کر لیا کہ یہ چمار ہے۔ پس یہ معلوم ہوتے ہی تمام مندر میں ایک شور و غل پڑ گیا اور پکڑ لو مارو دوڑو کی صدائیں بلند ہوئیں۔ سب نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ایک چمار نے مندر کو بھرشٹ کر دیا اور بہت ممکن تھا کہ ایک سخت بلوا اور فساد ہو جاتا۔ لیکن چونکہ سب انسپکٹر صاحب کا مکان مندر کے سامنے واقع ہے ان کو خبر ہوئی اور وہ فوراً موقع پر پہنچ گئے اور انھوں نے بڑی دانشمندی سے اس فساد کو روکا اور اُس چمار کو مندر سے باہر لائے اور معاملہ کو رفع دفع کر دیا۔ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس بہادر اور جناب صاحب کلکٹر بہادر جو دونوں نہایت بیدار مغز حاکم ہیں انکو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اور صاحبان ممدوح نے اُسی دن بذریعہ ڈہول منادی کرا دی کہ کوئی شخص چمار آئندہ سے مندر میں نہ جائے۔ یہ حال اُس عزت کا ہے جو ایک چمار کی آریہ بنکر ہوئی۔ مگر اسلام جو اپنے پیروؤں کو عزت دیتا ہے اُسکا حال یہ ہے کہ آج ایک چمار یا چوڑھا اسلام میں داخل ہونیکے بعد مسجد میں ایک صف میں بڑے سے بڑے انسان کے دوش بدوش کھڑا ہو سکتا ہے اور کوئی اُسکو مسجد سے نکال نہیں سکتا۔ پس میں تمام چمار اور چوڑھوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور اسلام میں داخل ہو کر دیکھیں کہ کیسی وسیع برادری ان کو گلے لگاتی ہے اور کس طرح مساوی حقوق میں شامل کرتی ہے۔

احمدی دوست میری اس آواز کو ہر ایک چمار اور بھنگی تک پہنچا دیں اور واقعہ کے جو بلیشر مندر میں ہوا اطلاع کر دیں تا جنکو خدا تعالیٰ چاہے انکو ہدایت عطا فرماوے۔

ایک احمدی از میرٹھ

اکھنور (ریاست جموں) میں آریوں کے اسلام پر اعتراض اور مباحثے سے فرار

جلسہ آریہ سماج اکھنور علاقہ جموں بتاریخ ۱۷-۱۸-۱۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء منعقد ہوا۔ سکرٹری صاحب آریہ سماج کو جلسہ شروع ہونے سے قبل بذریعہ تحریر پوچھا گیا۔ کہ دیگر مذاہب کے نمایندوں کے ساتھ مباحثہ کرنے کا وقت اپنے پروگرام میں رکھا ہے یا نہیں اگر وقت رکھا ہو تو اسکے متعلق پیشتر ہی سے مسلمانوں کو آگاہ کرنا چاہیئے۔ مگر سیکرٹری صاحب نے کوئی جواب نہ دیا اور بات کو یونہی ٹال دیا۔ افسران اکھنور سے انھوں نے عہد و پیمان کر لیا تھا۔ کہ ہمارے اُپدیشک مسلمانوں کے متعلق کوئی دل آزار بات نہ کریں گے اور نہ ہی اُنہیں مناظرہ کے لیئے مدعو کریں گے۔ لیکن اُپدیشکوں نے عہد شکنی کی۔ اور اسلام کے خلاف بہت سا زہر اُگلا۔ سچ ہے۔ ؎

میٹھے بھی ہو کے آخر نشتر ہی ہیں چلاتے\
ان تیرہ باطنوں کے دل میں دغا بھی ہے\
پاکوں کو پاک فطرت دیتے نہیں ہیں گالی\
پر ان سیاہ دلوں کا شیوہ سدا یہی ہے

مولوی ظہور حسین صاحب (مولوی فاضل) و مہاشہ فضل حسین صاحب اتفاقاً جموں سے ۱۹ اکتوبر کو جلسہ کی آخری کارروائی کے دن اکھنور پہنچے۔ مہاشہ فضل حسین صاحب کی طبیعت زکام سے علیل تھی۔ مولوی ظہور حسین صاحب جلسہ میں تشریف لے گئے۔ آریہ لیکچرار احمدی فاضل کے جلسہ گاہ میں قدم رکھتے ہی حواس باختہ ہو گئے۔ اور آپس میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں آریہ لیکچرار نے مسلسل ایک گھنٹہ کی تقریر کے دوران میں اسلام پر حملے کیئے۔ اور مسلمانوں کے جذبات و احساسات کو گہرا صدمہ پہنچایا۔ آریہ لیکچرار کی یہ حالت تھی۔ کہ جب اسلام کے خلاف مسلمانوں کو تین دفعہ چیلنج دیا جسے ہمارے مولوی فاضل نے منظور کیا۔ مگر افسوس آریوں نے چیلنج دیکر راہ فرار اختیار کی۔ اور اسی وقت بوریا بستر باندھ کر عازم سفر ہوئے۔ مولوی ظہور حسین صاحب (مولوی فاضل) و مہاشہ فضل حسین صاحب نے تمام مسلمانوں کو اکٹھا کر کے جامع مسجد اکھنور میں اُن تمام اعتراضات کے واضح اور مدلل جواب دیئے جو آریہ صاحبان نے اسلام کے خلاف کیئے تھے جس سے مسلمانوں کی تسلی ہوئی +

خاکسار شیخ سمیع اللہ نائب سیکرٹری انجمن احمدیہ اکھنور علاقہ جموں +

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی لاہور میں

قادیان سے لاہور تک

۱۲ ر نومبر بعد نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ معہ چند خدام کے قادیان سے بٹالہ کو روانہ ہوئے۔ مجمع کثیر حضور کے ساتھ قصبہ کے باہر تک آیا۔ بٹالہ اسٹیشن پر احمدی احباب بٹالہ موجود تھے جنہوں نے دودھ وغیرہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کے ہمراہیوں کی تواضع کی۔ حضور شام کی گاڑی پر سوار ہوئے۔ امرت سر سٹیشن پر جماعت امرت سر نے اچھے خاصے مجمع کے ساتھ استقبال کیا۔ اور مہمانوں کو کھانا کھلایا۔ لاہور اسٹیشن پر جماعت احمدیہ لاہور نے کثیر تعداد میں جمع ہو کر استقبال کیا۔ حضور کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ اور پلیٹ فارم پر ایک ترتیب اور انتظام کے ماتحت احباب نے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد حضور سٹیشن سے باہر آئے۔ اور جناب چودہری ظفر اللہ خاں صاحب کی نہایت خوبصورت موٹر پر سوار ہو کر چودہری صاحب موصوف کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ دیگر احباب کے لئے بھی موٹریں موجود تھیں۔ وہ بھی موٹروں پر سوار ہو کر کوٹھی پہونچے ؛

۱۳ ر نومبر حضور نے جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب سے ملاقات فرمائی۔ اور پونے گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی ؛

اس دن کئی اصحاب حضور سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اور حضور ان سے گفتگو فرماتے رہے۔

لاہور میں

حضرت خلیفۃ المسیح کا پبلک لیکچر

۱۴ ر نومبر ۴ بجے بریڈلا ہال میں زیر صدارت خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لا حضور کا پبلک لیکچر ہوا۔ جس کا مضمون تھا "پیغام صلح" اور "موجودہ مشکلات کا صحیح حل"۔ یعنی ہندو و مسلمانوں میں صلح کیونکر ہو سکتی ہے۔

جناب چودہری ظفر اللہ خاں صاحب نے جناب خان بہادر عبد القادر صاحب کو اس جلسہ کا پریذیڈنٹ منتخب کرنے کی تجویز پیش کی۔ بابو عبد الحمید صاحب نے تائید کی۔ اس کے بعد جناب شیخ صاحب موصوف نے سامعین کا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح تعارف کرایا ؛

صدر کی افتتاحی تقریر

صاحبان! میں سب سے پہلے آپ صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ آپ لوگوں نے ایک ایسے عظیم الشان جلسہ میں جس میں ہمارے ایک بہت بڑے مذہبی پیشوا تقریر فرمانے کو ہیں۔ اس کی صدارت کی عزت مجھے دی ہے۔ آپ لوگوں کو معلوم ہوگا۔ کہ جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جو اہل لاہور کی خوش قسمتی سے یہاں تشریف فرما ہیں۔ ایک نہایت اہم مسئلہ پر تقریر فرمانے والے ہیں۔ اس مضمون کا جو عنوان مقرر کیا گیا ہے۔ وہ آپ لوگوں نے اشتہار میں دیکھ لیا ہوگا وہ ہے "پیغام صلح" اور "موجودہ مشکلات کا صحیح حل" یعنی ہندو مسلمانوں کے باہمی تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو جانے کی وجہ سے جو مشکلات پیش آرہی ہیں۔ ان کے متعلق آپ فرمانا چاہتے ہیں۔ کہ کس طرح دور ہو سکتی ہیں۔ جناب مرزا صاحب کو جو موقع اس مسئلہ اور اسی طرح اور بہت سے اہم مسائل پر غور فرمانے کا حاصل ہے۔ وہ معمولی نہیں۔ بلکہ غیر معمولی ہے۔ کیونکہ آپ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد کے مذہبی پیشوا ہیں۔ اور آپ نے اپنی زندگی مذہبی معاملات پر غور و فکر کرنے کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ اور تمام وقت اس قسم کے مسائل پر غور کرنے میں صرف کرسکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ آج اس وقت ان کے تفکرات کا نتیجہ ہمارے سامنے پیش ہونے کو ہے۔ امید ہے۔ کہ آپ صاحبان پوری توجہ سے اس لیکچر کو سنیں گے۔ اور ہمہ تن اسکی طرف متوجہ رہیں گے۔ مجھے اگر کچھ عرض کرنا ہوگا۔ تو میں اس لیکچر کے بعد عرض کرونگا۔ اب میں جناب مرزا صاحب سے التماس کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنا بیان شروع فرمائیں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر

اسکے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کھڑے ہوئے۔ اور حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت فرما کر تقریر شروع فرمائی۔ حضور کی مفصل تقریر تو انشاء اللہ علیحدہ شایع ہو گی۔ اس وقت احباب کی آگاہی کے لئے مختصراً ذکر کیا جاتا ہے ؛

تاریک حالات میں روشنی

حضور نے فرمایا۔ گو ہمارے ملک کی موجودہ حالت ہر اس شخص کو جس کے دل میں اپنے ملک کی محبت ہے سخت متفکر کرنے والی ہے۔ لیکن میں ایسے مذہب سے تعلق رکھتا ہوں۔ جسکی ابتدا الحمد للہ سے شروع ہو کر امید کا دولہ پیدا کر دیتی ہے۔ اور جس کی کتاب مومن کا انجام بھی الحمد للہ ہی بتاتی ہے۔ اور اس طرح کبھی نہ ختم ہونے والی امید کی لہر پیدا کر دیتی ہے۔ اس لئے میں ان نہایت تاریک حالات میں بھی امید سے بھرے ہوئے دل سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر آج نہیں تو کل ملک میں امن و امان قایم ہو جائے گا۔ اور اگر اسوقت نہیں۔ تو پھر لوگ فتنہ کی راہ چھوڑ کر صلح اور اتحاد کی طرف آجائینگے ؛

اس کے بعد حضور نے اپنے مضمون کی تش[...] اس طرح فرمائی۔ میرا لیکچر اس امر پر ہے۔ [...] مشکلات جو ملک میں پیدا ہو رہی ہیں۔ ا[...] جو اتحاد اور صلح کے رستہ میں حائل [...] کس طرح دور ہو سکتی ہیں۔ اور [...] ہندوستان کی مختلف قوموا[...] ہے۔ اور ایسے وقت مہ[...]

اتحاد سب قوم[...]

سے ہو[...]

یعنی ہندو۔ مسلمان۔ سکھ۔ وغیرہ سب سے تعلق رکھتا ہے۔ اور پھر یہی نہیں۔ میں ان جماعتوں میں گورنمنٹ کو بھی شامل کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ بھی ایک جماعت ہے اس کا تعلق بھی ہمارے ملک کے نفع و نقصان کیساتھ ہے

مذہبی نقطہ نگاہ سے اتحاد پر روشنی

چونکہ میں سیاسی معاملات کی بجائے مذہبی معاملات میں اپنا وقت صرف کرتا ہوں۔ اس لئے میں اس بارے میں مذہبی نقطہ خیال کو ہی پیش کرونگا۔

فتنہ قتل سے بڑھ کر ہے

اس کے بعد حضور نے فرمایا۔ اسلام فتنہ کو سب سے بُرا فعل قرار دیتا ہے قتل کو بُرا قرار دیتا ہے۔ مگر فتنہ کو قتل سے بھی بُرا ٹھہراتا ہے۔ کیونکہ قاتل ایک آدمی کو یا چند کو قتل کرتا ہے۔ مگر فتنہ ڈالنے والا لاکھوں اور کروڑوں کے قتل کا موجب بنتا ہے۔ اس لئے صلح اور امن کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ لوگ فتنہ کی بُرائی کو سمجھ لیں اور اس سے باز آجائیں۔

دشمنوں کی ہنسی

ہندو مسلمانوں کی موجودہ کشیدگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اسوقت کی ہندو مسلمانوں کی حالت کو دیکھ کر دشمن دونوں قوموں پر ہنس رہے ہیں۔ اور انہیں نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ پس اگر قومی اور ملکی جذبہ کسی کے دل میں نہ بھی ہو۔ تو بھی اس حقارت اور نفرت کو ہی دیکھکر ہر شخص کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہونا چاہیئے کہ فتنہ مٹ [illegible]ئے۔ مگر اس طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اور یہ [illegible]کھا جاتا۔ کہ یہ فتنہ کیوں پیدا ہوا ہے۔ کیا [illegible]یں کام کر رہے ہیں۔ اور کس طرح یہ مٹ [illegible]جو ذرایع اختیار کئے جا رہے ہیں۔ وہ [illegible] فتنہ مٹ جائے۔ اس لئے بڑھ رہا ہے [illegible]ور لوگ ناجائز فائدہ اُٹھا رہے [illegible] ایسا ہی ادنیٰ اقوام کو

[illegible] حضور نے بتایا۔ کہ [illegible] صلح اور اتحاد میں [illegible]۔ اسلام ہر غیر مسلم

سے حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام کا حکم ہے کہ اگر کسی کے ماں باپ مشرک بھی ہوں تو بھی ان سے اچھا سلوک کرے اور مسلمانوں میں اسکے ثبوت موجود ہیں۔ اور بھی کوئی مذہب لڑائی جھگڑے کو پسند نہیں کرتا۔ اسلئے ہندو بھی یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ مذہبی اختلاف کی وجہ سے لڑ رہے ہیں۔ ہندو مسلمانوں میں جو اتحاد نہیں رہا۔ اسکی وجہ یہ نہیں۔ کہ انمیں مذہبی اختلاف ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ اس اتحاد کی بنیاد مضبوط نہ تھی۔ اور ایسی نہ تھی کہ اتحاد ہمیشہ رہتا۔ یا کم از کم اتنے وقت کیلئے ہی رہتا۔ جتنے وقت تک عام طور پر قوموں میں رہا کرتا ہے بلکہ اسکی بنیاد وقتی ضرورتوں اور جوشوں پر تھی۔ جسکا نتیجہ وہی ہونا ہے۔ جو ہُوا۔ جب جوش نہ رہا۔ تو اتحاد بھی ٹوٹ گیا۔

اتحاد کیوں ٹوٹا

اسی طرح اتحاد کے ٹوٹ جانیکی ایک وجہ یہ بھی ہوئی۔ کہ نیتیں درست نہ تھیں اور جب تک نیتیں ٹھیک نہ ہوں۔ اسوقت تک صلح نہیں ہو سکتی۔ اسکے لئے ہندو مسلمان دونوں قصوروار ہیں۔ ہم سے ایسے ہندو ملے جنہوں نے مسلمانوں کے خلاف اپنے خیالات ظاہر کئے۔ اور کہا مسلمان بیرونی قوموں پر انحصار رکھتے ہیں۔ سوراجیہ ملنے دو۔ ہم ان کی خبر لینگے۔ پھر ہم سے ایسے مسلمان بھی ملے۔ جنہوں نے ہندوؤں کے خلاف ارادے بتائے۔ اور کہا کہ انگریزوں کو نکل جانے دو۔ پھر ہم ہندوؤں کو سیدھا کر لیں گے۔ ایسی حالت میں صلح کیونکر قایم رہ سکتی تھی۔

صلح کی غلط بنیاد

وہ باتیں جن پر صلح کی بنیاد رکھی گئی تین تھیں (۱) سوراج کے قلیل عرصہ میں مل جانے کی امید (۲) خلافت کے قایم ہو جانیکی امید (۳) اختلافات کو درمیان سے مٹا دینے کی کوشش۔ ان تینوں باتوں پر حالات نے جسطرح اثر ڈالا اور ان کے نقائص نے جو صورت پیدا کی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے صلح کی اس بنیاد کا نقص اور کمزوری ظاہر فرمائی پھر وہ اسباب بیان فرمائے۔ جنکی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا۔ مثلاً سوراج قلیل عرصہ میں نہ ملا۔ اس سے لوگوں میں نا امیدی اور مایوسی پیدا ہو گئی۔ اور اپنی ان تکالیف کا جو لیڈروں کے اس وعدہ پر کہ جلدی سوراج مل جائیگا

لوگوں نے اٹھائی تھیں احساس ہونے لگا اور وہ بہت بڑی ہجوم ہونے لگیں۔ پھر خلافت کا سوال عجیب رنگ میں حل ہو گیا ادھر تو یونان کی شکست اور ترکوں کی فتح کے بعد اتحادیوں نے یونان کی حمایت کرنا بہت بڑی جنگ چھیڑنا سمجھا۔ اسلئے دخل نہ دیا اُدھر ترکوں نے اس سوال کا حل کر دیا۔ کہ خلافت کیلئے سیاست ضروری ہے۔ یعنی خلیفہ کے سب سیاسی اختیارات علیحدہ کر دیئے اور اس طرح خلافت کے نام سے جو جوش پیدا کیا جاتا تھا۔ وہ ٹھنڈا ہو گیا

پھر کانگرس میں اصولی غلطیاں ہو گئیں۔ مسٹر گاندھی کی کانگرس میں ایسی پوزیشن ہو گئی تھی کہ انکے سامنے کوئی آواز نہ اٹھا سکتا تھا۔ جسکا نتیجہ یہ ہُوا۔ کانگرس جسکو جمہوری سمجھا جاتا تھا اسکی جمہوریت ٹوٹ گئی اور شخصی رہ گئی۔ ایسی صورتمیں انکا کوئی قائم مقام ہونا چاہیئے تھا۔ جو ان کی عدم موجودگی میں کام کرتا۔ مگر ایسا کوئی نہ بنایا گیا۔ اسلئے جب وہ علیحدہ ہوئے تو کام بگڑنے لگ گیا۔

پھر ہندوؤں کو ایام شورش میں جو عظمت حاصل ہو گئی تھی۔ اس سے بعض نے ناجائز فائدہ اُٹھایا۔ اور مسٹر گاندھی چونکہ ہندو ہیں۔ ان کو پیش کر کے مسلمانوں کو مرتد کرنا شروع کیا۔ اسپر جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ہمارا دین بھی جانے لگا تو کھڑے ہو گئے۔

شدھی کا ذکر

اسی قسم کی اور بھی کئی وجوہات حضور نے بیان فرمائیں اور شدھی کے ذکر میں فرمایا۔ اس پر مسلمانوں میں ناراضگی پیدا ہوئی مگر میں نہیں سمجھتا مسلمان کیوں ناراض ہو سکتے ہیں۔ میں تو شدھی کی تحریک کو پسند کرتا ہوں۔ کیونکہ جب تک کسی قوم میں اس قسم کا ولولہ نہ ہو۔ وہ دوسرے مذہب میں داخل ہونیکی ہو سکتی جب ہندوؤں میں یہ بات پیدا ہو جائیگی تو ہم آسانی سے انکو مسلمان بنا سکینگے۔ پس میں شدھی کو ناپسند نہیں کرتا۔ ہاں ان ناجائز ذرائع کو ناپسند کرتا ہوں۔ جو اس کے لئے اختیار کئے گئے۔

علاقہ ارتداد میں ظلم و تشدد

اسکے بعد حضور نے علاقہ ارتداد کے وہ حالات اور واقعات بیان فرمائے۔ جو ہندوؤں کے جبر اور ظلم و تشدد کے متعلق تھے۔

قیام اتحاد کی تجاویز

اور فرمایا۔ اب ان اختلافات کو مٹانیکی جو کوششیں کیجاتی ہیں وہ یہ ہیں کہ گورنمنٹ کے خلاف جوش پیدا کیا جائے (۲) شدھی کو روک دیا جائے (۳) تحقیقات کی جائے۔ کہ فساد کا بانی کون ہے۔ انمیں آخری تجویز ضروری تھی۔ مگر بعد از وقت کی گئی ہے۔ کیونکہ ہندو مسلمان لیڈر فسادات کے متعلق اپنے اپنے خیالات ظاہر کر چکے تھے (۴) سول گارڈ بنائے جائیں۔

اتحاد کی صحیح تجاویز

اس کے بعد حضور نے صلح اور اتحاد کی تجاویز پیش فرمائیں جو اسلام سے مستنبط ہیں۔ اور جن سے صلح ہو سکتی ہے۔

مسلمانوں کے مضبوط بننے کے طریق

(۱) مسلمان اپنے آپکو مضبوط کریں اور ان طریقوں پر عمل کریں (۱) تمدنی طور پر مسلمانوں کو آزاد ہونا چاہیئے۔ اور اپنی ضروریات کیلئے دوسروں کا محتاج نہیں رہنا چاہیئے۔

(۲) چھوت چھات جاری کرنی چاہیئے۔ ہندو جو چیزیں مسلمانوں کے ہاتھ کی استعمال نہیں کرتے۔ وہ مسلمانوں کو بھی نہیں کرنی چاہئیں۔

(۳) صنعت و حرفت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

(۴) بینکوں کو جاری کرنا چاہیئے۔ اور اگر قوم تیار ہو تو بغیر سود کے بینک جاری ہو سکتے ہیں۔

(۵) اکسپورٹ اور امپورٹ کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے

(۶) سیاسی اور مذہبی اختلافات کو چھوڑ دنیا کے تمام مسلمانوں کا اتحاد ہونا چاہیئے۔

(۷) مسلمانوں میں مذہبی روح اور جذبہ پیدا کرنا چاہیئے بڑوں میں بھی۔ اور بچوں میں بھی۔

(۸) تبلیغ اسلام پر زور دیا جائے۔

(۹) غرباء کی خبر گیری کی جائے۔

(۱۰) ایسے لوگ جو اپاہج یا لولے ہوں اُن کے لیئے خاص انتظام کیا جائے۔ یتیم بچوں کی پرورش اور پڑھائی کا انتظام ہو۔

اتحاد کس طرح ہو سکتا ہے

اس کے بعد حضور نے یہ بتایا کہ ہندو مسلمانوں میں کس طرح اتحاد ہو سکتا ہے۔

(۱) سب سے پہلے صلح ہونی چاہیئے۔ یعنی سب فرقوں سے صلح کی جائے۔ اور ان فرقوں میں گورنمنٹ بھی شامل ہے۔ ورنہ جو فرقہ الگ رہیگا وہ اتحاد کے خلاف کھڑا ہو جائیگا۔

(۲) مذہبی طور پر صلح ہونی چاہیئے۔ اسکے بغیر صلح نہیں ہو سکتی۔ مگر مذہبی صلح سے یہ مراد نہیں کہ سارے مسلمان ہندو ہو جائیں۔ یا سارے ہندو مسلمان ہو جائیں بلکہ اسکا طریق یہ ہے کہ (۱) ایک دوسرے کے بزرگوں کا احترام کریں۔ اور یہ منافقت نہیں۔ بلکہ عقل سے غور کریں تو معلوم ہو جائے کہ یہ سچی بات ہے۔ کہ خدا نے ہر قوم کی ہدایت کے لیئے نبی بھیجے۔ ان سب کا اقرار کرنا چاہیئے۔ اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو (۲) اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اور دوسرے مذاہب پر اعتراض نہ کریں۔ یہی صلح کے لیئے کافی ہے۔ ہمارے سلسلہ کے بانی نے اس امر کو آج سے بہت عرصہ قبل پیش کیا تھا۔ مگر اسکی طرف توجہ نہ کی گئی۔ اور جب تک اسکی طرف توجہ نہ کی جائیگی۔ صلح نہ ہو سکے گی۔

(۳) اگر یہ بھی نہ کوئی کر سکے۔ تو اتنا تو کرے کہ دیگر مذاہب کے پیشواؤں اور بزرگوں کو گالیاں نہ دے جھوٹا فریبی مکار نہ کہے۔ گالیوں سے پُر کتابیں شائع نہ کرے۔ اسکی دوسری شق یہ ہے۔ کہ اپنے مسلمہ اصول پر اعتراض نہ کریں (۴) یہ کہ دوسرے مذاہب والوں سے انکا کوئی مسلمہ اصل چھوڑانے کی کوشش نہ کی جائے۔ جیسے ہندو کہتے ہیں مسلمان گائے کا گوشت نہ کھائیں۔ مسلمان کہتے ہیں ہندو ہماری مسجدوں کے سامنے باجا نہ بجائیں۔

کچھ اور باتیں

اسی طرح بعض اور باتیں ضروری ہیں۔

(۱) ہر قوم دوسری قوم کے حقوق تسلیم کرے۔ (۲) اگر جھگڑا ہو تو جس کا قصور ہو اُسکو پکڑا جائے۔ یہ نہ ہو کہ جس قوم کے مجرم ہوں وہ اُنکو بری قرار دے اور دوسروں کو مجرم ٹھہرائے۔

آخری تجویز یہ ہے کہ کانگریس کے حلقہ کو بہت وسیع کیا جائے۔ اور اس میں سب خیالات کے لوگوں کو شامل کیا جائے مگر اب تو یہ ہوتا ہے۔ جس سے مخالفت ہو۔ اسکو علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ میں تو کہتا ہوں خوشامدیوں حتیٰ کہ گورنمنٹ کے آدمیوں کو بھی شامل کیا جائے۔ ان کے خیالات بھی سنے جائیں۔ جس فریق کے خیال مفید ہوں وہ مان لیئے جائیں۔

اس پر حضور نے اپنی تقریر ختم فرمائی۔ جو دو گھنٹہ جاری رہی۔ مجمع کا اندازہ دو ہزار کے قریب تھا۔ جسمیں معزز اور تعلیم یافتہ اصحاب کی بھی خاصی تعداد تھی۔ سامعین نے لیکچر نہایت توجہ اور خاموشی کے ساتھ سُنا۔

آخر میں جناب صدر نے مختصر الفاظ میں فرمایا۔

صدر کی اختتامی تقریر

چونکہ شام کی نماز کا وقت ہو گیا ہے اسلیئے میں زیادہ کچھ بیان نہیں کرونگا۔ میں جناب مرزا صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ انھوں نے ایسی جامع اور پُر مغز تقریر فرمائی ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے۔ کہ میں اپنا سارا وقت دینیات کے مطالعہ میں صرف کرتا ہوں۔ مگر اسوقت آپنے سیاسیات پر ایسی وسعت سے روشنی ڈالی ہے۔ کہ زبان اور دل سے تحسین نکلتی ہے۔ آپ سب صاحبان نے محسوس کیا ہوگا کہ جناب مرزا صاحب نے اتفاق و اتحاد کے ہر پہلو پر نگاہ ڈالی ہے اور ایسی عمدگی اور خوبی سے ڈالی ہے جسکی سیاسی لیڈروں سے توقع نہیں ہو سکتی اور نہ وہ اسطرح نگاہ ڈال سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن جناب مرزا صاحب کسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔ اسلیئے آپ نے نہایت آزادی اور وسعت سے ہر پہلو کو بیان فرمایا ہے۔

اب وقت نہیں ہے۔ ورنہ میں بتاتا کہ میں جناب مرزا صاحب کے تمام خیالات کی تائید کرتا ہوں۔ اور کر سکتا ہوں۔ اسلیئے صرف اس اعلان پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ کل شام کے سات بجے حبیبیہ ہال میں جناب مرزا صاحب کا لیکچر اس مضمون پر ہوگا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخالفین۔ اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا دوسرا لیکچر
اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں

۱۵ نومبر سات بجے شام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک تقریر اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں زیر صدارت آنریبل خان بہادر میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیم گورنمنٹ پنجاب ہوئی۔ داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ ٹکٹ کی قیمت ۲ر تھی۔ لیکن سامعین کی تعداد اسقدر زیادہ تھی۔ کہ اول تو

منتظمین کو ٹکٹ ختم ہو جانے کی وجہ سے دوبارہ مستعمل ٹکٹ جاری کرنے پڑے۔ پھر جب ہال میں داخل ہونیکی قطعاً گنجایش نہ رہی تو دروازے بند کر دیئے گئے۔ گیلریوں میں بھی جسقدر لوگ سما سکتے تھے۔ بٹھا دیئے گئے۔ اور ہال میں بہت بڑی تعداد فرش پر بیٹھی تھی۔ لیکن باوجود اس کے جگہ کی کمی کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو لیکچر سننے سے محروم رہنا پڑا۔

صدر کی افتتاحی تقریر

تلاوت قرآن کریم کے بعد آنریبل میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیم نے حسب ذیل مختصر تقریر فرمائی۔

حضرات۔ جیساکہ اشتہاروں سے آپ کو معلوم ہوا ہوگا آج جناب مرزا صاحب اس مضمون پر تقریر فرمائیں گے کہ اسلام پر مغربی عالموں نے جو نکتہ چینی کی ہے وہ کہاں تک بجا اور درست ہے۔ اور کہاں تک غلط ہے۔

علم مناظرہ میں جناب مرزا صاحب کے والد مرحوم ومغفور جن سے مجھے ذاتی طور پر شرف نیاز حاصل تھا۔ ایک بہت بڑا اعلیٰ رتبہ رکھتے تھے۔ انھوں نے اور ان کے رفقاء نے اسلام کی بڑی بھاری خدمت کی ہے۔ آج سے چالیس پچاس سال پہلے اسلام پر جو حملے آریوں اور عیسائیوں وغیرہ کی طرف سے ہوتے تھے۔ ان کے بہت بڑے حصہ کی تردید جناب مرزا صاحب مرحوم اور ان کے رفقاء نے کی ہے جیساکہ ان کے رفقاء میں سے ایک مولوی حکیم نورالدین صاحب مرحوم ومغفور تھے۔ ان کے پیروؤں نے اسلام کی اس خدمت کو جاری رکھا ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ اسپر ہم سب کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر کرنا چاہیئے کہ جو کام جناب مرزا صاحب مرحوم ومغفور ساری عمر کرتے رہے اسکو جناب مرزا صاحب (مراد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) نے جاری رکھا ہے اور آج جبکہ ہندوستان میں فتنہ ارتداد اٹھا۔ تو انھوں نے اور ان لوگوں نے جو ان کے احکام کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔

ان چند الفاظ کے بعد میں جناب مرزا صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی تقریر شروع فرمائیں۔ جو لوگ کھڑے ہیں وہ بیٹھ کر بیٹھ جائیں۔ کیونکہ تجربہ نے بتایا ہے کہ اگر چند لوگ کھڑے رہیں تو اطمینان سے تقریر نہیں سنی جاتی۔ ایک منٹ کے اندر اندر اصحاب بیٹھ جائیں۔ اور کوئی کھڑے نظر نہ آئیں۔ اسکے ساتھ ہی وہ صاحب جو دروازہ پر کھڑے ہیں سن لیں۔ کہ اب اسوقت کے بعد کسی اور صاحب کو اندر تشریف نہ لانے دیجئے۔ کیونکہ جگہ بالکل پر ہو گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی تقریر

اس کے بعد حضور نے تقریر شروع فرمائی۔ اور اصل مضمون شروع کرنے سے قبل فرمایا۔

میں نے دو سال قبل اسی ہال میں مسلمان طلباء کے فائدہ اور انکو اسلامی تاریخ سے دلچسپی پیدا کرنیکے لیئے دو لیکچر دیئے تھے۔ جن میں آیندہ اسلام کے عمود اور ستون بننے والے بچوں کو توجہ دلائی تھی۔ کہ جب تک وہ اسلامی تاریخ سے واقف نہ ہوں گے اپنے فرض منصبی کی ادائیگی میں کامیاب نہ ہوں گے آج پھر میں انکو اسطرف توجہ دلاتا ہوں اور طلباء سے امید رکھتا ہوں۔ کہ جہاں وہ اور مضامین کا مطالعہ کرتے ہیں۔ وہاں وہ اسلامی تاریخ کا بھی مطالعہ کریں گے۔ کیونکہ کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جب تک وہ اپنی تاریخ سے واقف نہ ہو۔ اسلامی تاریخ خصوصیت سے دشمنوں کے زبردست حملوں کے نیچے ہے۔ چونکہ اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو بغیر کسی باقاعدہ کوشش کے دنیا میں پھیل رہا۔ اور دوسرے سب مذاہب کو کھا رہا ہے۔ اسلیئے سب مذاہب اسکے دشمن ہیں۔ اور سب اسپر حملے کرتے ہیں۔ اور یہ صاف بات ہے کہ جو قوم اپنے پیچھے تاریک تاریخ رکھتی ہے اسکو اپنے بزرگوں سے محبت نہیں پیدا ہو سکتی۔ جب ایک بچہ۔ ایک طالب علم ایک نوجوان یہ سنتا ہے۔ کہ اسلام میں نبی سے لیکر آخری بادشاہ تک تمام کے تمام ظالم تھے۔ اور ہمیشہ لوگوں پر ظلم کرتے رہتے تو وہ کب ان سے محبت کر سکتا ہے۔ اور کس طرح ان کی عزت اسکے دل میں پیدا ہو سکتی ہے اور اگر قومی لحاظ سے محبت رکھتا ہے تو وہ حقیقی محبت نہیں ہو سکتی۔ مخالفین اسلام اسلامی تاریخ کو نہایت تاریک صورت میں پیش کرتے ہیں۔ اور اسطرح مسلمان بچوں اور نوجوانوں کو اپنے بزرگوں سے متنفر کرتے ہیں۔

اگرچہ مخالفین کے اعتراضات کو دور کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ مگر ایسے طور پر اسلام کی کوئی تاریخ نہیں لکھی گئی۔ کہ جس میں نئے اعتراضات کے جواب دینے کے علاوہ مسلمانوں کی خوبیوں کو بھی پیش کیا گیا ہو۔ اعتراضات کے جواب سنکر نفرت دور ہو جاتی ہے لیکن جب تک یہ نہ دکھایا جاوے کہ ہمارے بزرگوں کے اخلاق فاضلہ کس قدر اعلیٰ تھے۔ انھوں نے کیسے کیسے عظیم الشان کام کیئے۔ اور انھوں نے وہ کچھ کیا۔ جو آج تک دنیا میں کوئی نہ کر سکا۔ اسوقت تک ان سے حقیقی محبت نہیں پیدا ہو سکتی۔ اور ان کی تقلید کی خواہش نہیں پائی جا سکتی۔ پس ہمارے نوجوانوں کے لیئے ضروری ہے۔ کہ وہ اسلامی تاریخ کو یاد رکھیں۔ اور اسطرح یاد رکھیں کہ ایک تو دشمن کے اعتراضات کے جواب جانتے ہوں۔

اور دوسرے اپنے اسلاف کی خوبیوں سے واقف ہوں۔

اگرچہ قومی تاریخ سے واقفیت پیدا کرنے کی ضرورت اور اہمیت کے متعلق اور باتیں بھی پیش کی جا سکتی ہیں لیکن آج کل چونکہ سیاسی معاملات کی طرف لوگوں کی زیادہ توجہ ہے۔ اسلیئے میں نے سیاسی وجہ پیش کی ہے کہ مسلمان سیاسی ترقی نہیں کر سکتے۔ جبتک اسلامی تاریخ کی طرف توجہ نہ کریں۔ اور چونکہ میں اس بات کو اسقدر اہم سمجھتا ہوں۔ تو جو لوگ اس جذبہ کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انکو بھی محبت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ ہمارہ میں مجھے تین اصحاب سے واسطہ پڑا ہے۔ جنکو میں قابل شکریہ سمجھتا ہوں۔ ان میں سے ایک تو سید عبدالقادر صاحب ایم۔ اے ہیں۔ انکو شوق ہے کہ اسلامی تاریخ پر لیکچر کرائیں۔ دوسرے خان بہادر عبدالقادر صاحب ہیں۔ وہ بڑے آدمی سمجھے جاتے ہیں۔ وہ ایک لیکچر کے صدر کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے۔ انکی شمولیت سے بہت سے لڑکوں اور دوسرے لوگوں کو بھی اسلامی تاریخ کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہو گی۔ اور تیسرے اس سال کے لیکچر کے صدر خان بہادر میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیم

ہیں۔ جنہوں نے اس کام میں حصہ لیا ہے۔ گو اس طرح انہوں نے قومی فرض ادا کیا ہے۔ اس لحاظ کر کہ وہ زیر تعلیم ہیں۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ وہ مسلمان ہیں۔ مگر پھر بھی میرے ہی شکریہ کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے اس لیکچر سے میری جو اغراض ہیں۔ ان میں مدد دی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر مسلمان رؤسا اور امرا ادھر توجہ کریں۔ تو بہت جلدی مسلمانوں میں ایک نئی روح پیدا ہو سکتی ہے۔ اور ان کی سستی اور غفلت دور ہو سکتی ہے ؂

اس کے بعد حضور نے اصل مضمون پر تقریر فرمائی جس میں مخالفین کے اس اعتراض کا جواب تاریخی طور پر دیا۔ کہ نعوذ باللہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان پر شرک کے کلمات جاری ہو گئے تھے حضور نے اول یہ بتایا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کرنے کی کیا وجہ ہے۔ اور پھر ان مشکلات کی طرف اشارہ فرمایا۔ جو اس اعتراض کا باعث ہیں۔ اور آخر میں اصل حقیقت بتائی۔ کہ یہ کفار کا ایک منصوبہ تھا چونکہ اتنے بڑے اہم مضمون کو قلت وقت کی وجہ سے حضور نے نہایت اختصار سے بیان فرمایا اور گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا۔ اسلئے اگر اس کا اور خلاصہ کیا جائے۔ تو احباب کو اصل مضمون کے سمجھنے میں بہت مشکل پیش آئیگی۔ اور اصل بات یہ ہے۔ کہ لیکچر کے سارے مضمون کو خلاصہ میں لے آنا تو الگ رہا۔ اس کے ضروری ضروری پہلوؤں کا بیان کرنا بھی مشکل ہے۔ اس لئے معذوری ہے۔ ہاں یہ وعدہ کیا جاتا ہے۔ خدا تعالٰے اس کو پورا کرنے کی توفیق دے۔ کہ جقدر جلدی ممکن ہوا۔ اس لیکچر کو مفصل شائع کرا دیا جائیگا

یہ تقریر ۱½ گھنٹہ کے قریب حضور نے فرمائی۔ سامعین میں اہل علم حضرات کے اور شہر کے کئی ایک معززین اور رؤسا بھی شامل تھے ؂

مسجد احمدیہ میں نماز جمعہ

۱۶ نومبر بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مسجد احمدیہ لاہور میں نماز جمعہ پڑھائی۔ اور خطبہ میں جماعت احمدیہ لاہور کو خاص طور پر اپنے مذہبی فرائض اور ان کی ادائگی کی طرف توجہ دلائی۔ خدا کے فضل سے مسجد کا وسیع صحن اور ملحقہ حصہ نمازیوں سے بھرا ہوا تھا اور جگہ کی کمی کی وجہ سے چھت پر بھی لوگ بٹھائے گئے۔ نماز کے بعد چند اصحاب نے بیعت کی ؂

۱۶ کی رات کو طلباء کالج نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور آپ کے رفقاء کی جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی پر پر تکلف دعوت کی۔ کالج کے ایک طالب علم نے بیعت بھی کی ؂

جماعت لاہور نے مہمانوں کی خاطر تواضع اور انتظام نہایت تن دہی سے کیا۔ دیگر مقامات کے بہت سے اصحاب تشریف لائے ہوئے تھے۔ جناب چودہری ظفر اللہ خانصاحب کی کوٹھی پر جو اصحاب فروکش تھے۔ ان کی تواضع جناب چودہری صاحب موصوف کے ملازمین اور چودہری بشیر احمد صاحب نے نہایت اخلاص اور محبت سے کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزا ؂

۱۷ کی صبح کو لاہور سے روانگی ہوئی۔ بہت سے احباب سٹیشن پر آئے۔ اور بعض میانمیر کے سٹیشن تک ہمرکاب رہے امرتسر کے سٹیشن پر جماعت احمدیہ امرتسر نے ملاقات کی۔ اور کھانا کھلایا سٹیشن بٹالہ پر جماعت احمدیہ بٹالہ [illegible] ظہر اور عصر کی نماز اسٹیشن پر ہی ادا کرنے کے بعد قافلہ قادیان کو روانہ ہوا۔ استقبال کرنیوالے اصحاب نہر سے ملنے شروع ہو گئے۔ قصبہ کے باہر سکول کے طلباء اور دیگر اصحاب ایک لائن میں کھڑے تھے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ٹانگہ سے اتر کر ہر ایک سے مصافحہ فرمایا۔

مسلمان اخبارات کی تنگدلی

---

۱۴ نومبر کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا جو لیکچر بریڈلا ہال لاہور میں ہوا۔ اس میں حضور نے سارے اہل ہند کے متعلق عموماً اور مسلمانوں کے متعلق خصوصاً اپنے درد دل کا اظہار فرماتے ہوئے بتایا تھا۔ کہ اس وقت مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ وہ کس قدر نقصان [illegible] کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے غلط بنیادوں پر کام کر کے اپنے آپ کو کن مصائب میں گرفتار کر لیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضور نے مسلمانوں کی سیاسی اہمیت کے قیام اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے نہایت مفید تجاویز بیان فرمائیں۔ پھر یہ بھی بتایا۔ کہ وہ کون سے اصول ہیں جن پر عمل کرنے سے ایک پائیدار اور مستقل صلح ہندو مسلمانوں میں ہو سکتی ہے۔ یہ لیکچر ایسا تھا۔ جو دونوں قوموں کے سامنے ان کی صحیح اندرونی حالت کا مرقع پیش کرتا تھا اور ان کی توجہ صحیح اور مفید طرز عمل کی طرف مبذول کراتا تھا۔ اس کا ذکر ہندو اخبارات نے اپنے کالموں میں کیا ہے۔ اور اخبار پرتاپ نے تو مفصل خلاصہ بھی شائع کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ اخبار اپنے رنگ میں اس کے متعلق اظہار رائے بھی کر رہے ہیں۔ مگر مسلمان اخبارات کی تنگدلی اور بے حسی پر حیرت ہے۔ جنہوں نے اس کا ذکر بھی نہیں کیا۔ حالانکہ اگر انہیں مسلمانوں کے مفاد سے کوئی ہمدردی نہ تھی۔ تو کم از کم اخباری فرائض کے لحاظ سے ہی اسکا ذکر کرتے۔ اور اپنے نقطہ نگاہ کے مطابق اسپر روشنی ڈالتے مگر افسوس کہ سوائے معاصر پیسہ اخبار کے مسلمان اخبارات میں ہماری نظر سے اس عظیم الشان لیکچر کے متعلق کوئی تحریر نہیں گذری۔ اس سے بڑھ کر رنج اور افسوس کی بات کیا ہو سکتی ہے۔ کہ معمولی معمولی واقعات اور حادثات کے لئے لاہور کے مسلمان اخبارات صفحے کے صفحے سیاہ کر دیتے ہیں۔ لیکن ہندو مسلمانوں کے اتحاد جیسے اہم مسئلہ پر ایک منظم اور خادم اسلام جماعت کے واجب الاطاعت امام کے خیالات کا ذکر تک نہیں کرتے ؂

اس امر پر ہم اسلئے افسوس نہیں کر رہے۔ کہ مسلمان اخبارات کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے لیکچر کا ذکر نہ کرنے سے حضور کا یا آپ کی جماعت کا کوئی نقصان ہوا ہے۔ بلکہ اسلئے کر رہے ہیں۔ کہ بیچارے مسلمانوں کو ان مفید اور فائدہ بخش تجاویز سے ناواقف اور بے علم رکھا گیا ہے۔ جن پر عمل کر کے وہ ہندوؤں سے باعزت اور مستقل صلح کر سکتے ہیں۔ جن پر عمل کر کے وہ

"ملاپ" کے "بن باسی" کی حالت تہذیب یافتہ مجمع میں

(ایک مہذب کے قلم سے)

اخبار "ملاپ" نے جو اپنے چھچھورے پن اور متانت سے عاری طرز تحریر کی وجہ سے مسلمان تو الگ رہے۔ سمجھدار اور ثقہ ہندوؤں کی نظر میں بھی کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اپنے ۸ نومبر کے پرچہ میں "مرزا بشیر محمود احمد کے لیکچر کی دلچسپ باتیں" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے۔ جسمیں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے اس لیکچر کے متعلق جو بریڈلا ہال لاہور میں ۴ نومبر کو ہوا "بن باسی کے قلم سے" چند ایسی باتیں لکھی ہیں۔ جن سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ایک "بن باسی" یعنی جنگلی بدقسمتی سے کبھی شہر میں آجائے۔ اور گھومتا گھومتا تہذیب یافتہ انسانوں کے مجمع میں جا داخل ہو ۔ تو اس کی کیا حالت ہوتی ہے

ننگ دھڑنگ رہنا بہتر ہے یا شریفانہ لباس میں

بن باسی نے پہلی بات یہ لکھی ہے۔ کہ

"میں نے دماغ میں خیال جما رکھا تھا۔ کہ قادیانی گدی کا پیر کوئی عجیب صورت میں نظر آئے گا۔ وہ فقراء اولیاء کا لباس پہنے ہوگا۔ بال بڑھے ہوئے ہونگے۔ کوئی کمبل اوڑھے بیٹھا ہوگا۔ لیکن وہاں تو نظارہ ہی اور تھا۔ مرزا صاحب نے باریک ولایتی ململ کا بڑا سا پگڑ باندھ رکھا تھا۔ ولایتی بڑھیا سرج کا کوٹ زیب تن تھا"

اگر اپنے دماغ میں غلط خیال جما کر "عجیب صورت" دیکھنے کے متمنی "بن باسی" کو یہ علم ہوتا۔ کہ اسلام ہر قسم کی پاک وصاف اشیاء کے استعمال کو جائز قرار دیتا ہے اور اسلام نے اولیاء کا کوئی الگ لباس تجویز نہیں کیا۔ نہ انہیں بال بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ نہ کمبل پوشی کی شرط لگائی ہے۔ تو وہ یہ بے ہودہ خیال اپنے دماغ میں جما کر بریڈلا ہال میں داخل نہ ہوتا اور ایسے خیال کو ذہن میں ہی چھوڑ آتا۔ لیکن وہ بیچارہ بھی معذور ہے۔ چونکہ اس کی نظر یا تو ننگ دھڑنگ اور لنگوٹ بند "سوامی" کو دیکھنے کی عادی ہے یا مصنوعی لمبے بالوں والے کمبل پوش اور راکھ میں غلطیدہ سادھوؤں کو دیکھنے کی خوگر۔ ایسی عجیب وغریب شکلیں جس شخص نے دیکھی ہوں۔ اور جس کے نزدیک مرد تو الگ رہے دیویوں کے بھگتے میں بھی تمام مردانہ اعضاء کی نمائش جائز ہو اسے اگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو مہذبانہ اور شریفانہ لباس میں دیکھکر تعجب ہو تو کوئی حیرت کی بات نہیں۔

چائے نوشی

دوسری بات "بن باسی" کو یہ نظر آئی۔ کہ

"ابھی دس منٹ بھی نہیں گذرے تھے کہ چائے کی گرما گرم پیالی میز پر آدھمکی۔ اور چند ہی گھونٹوں میں ختم کردی ۔ ۔ ۔ ۔ خیر خدا خدا کرکے لیکچر ختم ہوا تو میری نوٹ بک نے بتلایا۔ کہ لیکچرار صاحب کو آٹھ پیالیاں دو گھنٹوں میں ملی ہیں"

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ "بن باسی" صاحب بریڈلا ہال میں پیالیاں شمار کرنے کیلئے ہی داخل ہوئے تھے اور اسی لئے اپنی کاپی پر ان کی تعداد درج کرتے رہے۔

لیکن اسمیں انہوں نے دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ بیشک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ گلے کی تکلیف اور کمزوری کی وجہ سے کسی کسی وقت چائے کا گھونٹ لیتے رہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ کہ آپ نے ایک بھی پیالی ختم کی بلکہ چائے ٹھنڈی ہوجانے کی وجہ سے پیالی بدل دیجاتی تھی اور بعض دفعہ تو حضور کے چھوئے بغیر ہی پیالی اٹھا لیجاتی تھی۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ اس پر اعتراض ہی کیا ہوسکتا ہے۔ کیا کسی وقت چائے کا گھونٹ لینے سے لیکچر کے تسلسل اور روانگی میں کوئی فرق پڑا۔ کیا سامعین کو اسکی وجہ سے انتظار کی ذرا بھی تکلیف اٹھانی پڑی۔ اگر نہیں۔ تو اس پر اعتراض کرنا محض بے ہودگی ہے۔

مسٹر گاندھی اور لالہ شردہانند

تیسری بات یہ لکھی ہے۔ کہ حضور نے اپنی تقریر میں مسٹر گاندھی اور لالہ شردہانند کہا۔ اگر مسٹر اور لالہ کا لفظ ان اصحاب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے ہی استعمال کیا ہوتا تو جائے شکایت تھی۔ لیکن جبکہ ان الفاظ سے وہ اصحاب عام طور پر مخاطب کئے جاتے ہیں تو شکایت کیسی۔ یہ الفاظ طنز کے طور پر نہیں کہے گئے۔ بلکہ عزت کیلئے استعمال کئے گئے

تقریر کا اثر

چوتھی بات یہ بیان کی ہے۔ کہ

"مجھے ایک طول کلامی کرنیوالے کی تقریر سننے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ اور پھر یہ طول کلامی اگر بامعنی ہوتی۔ تو بات بھی تھی۔ بالکل بے معنی اور بعض اوقات فضول۔ مسٹر محمود احمد یوں تو دو گھنٹے بولتے رہے۔ لیکن ان کی تقریر کا اثر عوام پر دکھلائی نہیں دیتا تھا"

دو گھنٹے میں اس قدر اہم اور ایسے عظیم الشان مضمون کے مختلف پہلوؤں کو اس وضاحت کیساتھ بیان کرنیکو "طول کلامی" کہنا اس شخص کیلئے عجیب بات نہیں۔ جسے جنگلی زندگی بسر کرنیکی وجہ سے کبھی کوئی جامع لیکچر سننے کا موقع نہیں ملا۔ اور جو اپنے آپ کو "چھوٹے چھوٹے فقرے" سننے کا عادی بتلاتا ہے۔ رہی یہ بات کہ تقریر بے معنی اور فضول تھی اور اسکا اثر سامعین پر دکھلائی نہیں دیتا تھا۔ اسکے متعلق سوائے اسکے کیا کہا جاسکتا ہے۔ کہ بن باسی صاحب یا تو چائے کی پیالیوں کے شمار میں اس قدر مشغول رہے۔ کہ سامعین کی طرف دیکھ ہی نہ سکے یا کوئی سچی بات منہ سے نکالنا اپنے بن باس کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ورنہ سامعین پر تقریر کے اثر کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔ کہ ایک بہت بڑا مجمع پورے دو گھنٹہ تک بالکل خوشی اور سکون کیساتھ بت بن کر تقریر سنتا رہا اور ہال سے باہر آکر جن لوگوں سے ملنے کا موقع ملا انہوں نے نہایت خوشی اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔ کیا محترم صدر کے وہ الفاظ بن باسی صاحب نے نہیں سنے تھے۔ جو خلیفۃ المسیح کی تقریر کے متعلق بیان کئے تھے۔

مباحثہ کا چیلنج اور اس کی منظوری

پانچویں بات یہ لکھی ہے

"مسٹر محمود احمد صاحب کو اس وقت جب آپ ایک گھنٹہ تقریر کرچکے تھے۔ پنڈت دہرم بھکشو کی طرف سے چیلنج کا اشتہار دیا گیا۔ اس اشتہار کو دو بار مسٹر یا مرزا موصوف نے پڑھا بھی۔ لیکن انہوں نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا"

دوران لیکچر میں چیلنج یا ایسا اشتہار دینا۔ جس کا لیکچر کے مضمون سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور پھر اسی وقت اس کے جواب کا مطالبہ کرنا آرین تہذیب کا ہی کرشمہ ہوسکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی غرض سوائے اسکے کچھ

تھی۔ کہ لیکچر میں رخنہ اندازی کی جائے۔ اسلیئے اسوقت وہ اشتہار اسی سلوک کا مستحق تھا۔ جو اس سے کیا گیا۔ مگر باوجود اسکے کہ وہ چیلنج مہاشہ دھرم بھکشو صاحب جیسے غیر ذمہ وار شخص کا ذاتی چیلنج تھا۔ اور آریہ لالہ شردھانند جی جیسے شخص کے اس چیلنج کے متعلق جو انھوں نے مسلمانوں کو دیکر واپس لے لیا۔ انکا ذاتی اور غیر ذمہ وارانہ چیلنج قرار دیکر اپنے ماتھے سے فراری کا ٹیکا اتارنے کی کوشش کر چکے ہیں۔ تاہم جماعت احمدیہ لاہور نے نہایت سرعت کے ساتھ ایک اعلان شائع کر کے مہاشہ دھرم بھکشو صاحب کے چیلنج کو منظور کر لیا مگر اسکا ابھی تک مہاشہ صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اعلان اگر بن باسی صاحب نے ابھی تک نہ دیکھا ہو تو اخبار "الفضل" کے اسی پرچہ میں دیکھ لیں۔ اور مہاشہ دھرم بھکشو یا کسی اور کو جسے آریہ مباحثہ کے قابل سمجھیں پیش کریں۔ ورنہ یاد رکھیں۔ مباحثہ کا چیلنج شائع کر دینا تو کوئی بہادری نہیں۔ چیلنج تو لالہ شردھانند صاحب نے بھی شائع کر دیا تھا۔ جس میں تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو مخاطب کیا تھا۔ لیکن جب جماعت احمدیہ سامنے کھڑی ہوئی۔ اور لالہ جی کی تمام شرائط کو منظور کر لیا۔ تو انہیں اپنی غلطی اور کمزوری کا احساس ہوا۔ اور پھر انہیں جرأت نہ ہوئی کہ مباحثہ کرتے۔ پس مہاشہ دھرم بھکشو میں اگر ہمت ہے۔ اور آریوں کو ان پر ناز ہے تو مباحثہ کے لیئے نکلیں جس کے لیئے جماعت احمدیہ لاہور ہر وقت تیار اور آمادہ ہے۔

بن باسی صاحب یا ایڈیٹر صاحب "ملاپ" کو چاہیئے تھا کہ اس قسم کی دور از کار باتوں پر خامہ فرسائی کرنے کی بجائے اصل مضمون کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے۔ اور ہندو مسلمانوں کے اتحاد ماضی پر جو روشنی ڈالی گئی تھی اور اسکے جن نقائص کو بیان کیا گیا تھا انکی نسبت کچھ لکھتے نیز آیندہ اتحاد کے لیئے جو تجاویز بتائی گئی تھیں انکے حسن و قبح پر بحث کرتے۔ لیکن افسوس ہے کہ ان باتوں سے قطع نظر کر کے وہ بیفائدہ باتوں میں الجھ گئے۔ اور مجھے بھی ان کی ناگوار خدمت کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ جس کا مجھے افسوس ہے ۔

آریوں کے لیکچرار مہاشہ دھرم بھکشو کا چیلنج منظور

ہم مباحثہ کے لیئے تیار ہیں

۱۴ نومبر ۱۹۲۳ء عین اُسوقت جبکہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا لیکچر بریڈلا ہال میں اس مضمون پر ہو رہا تھا کہ ہندو مسلمانوں میں صلح اور اتحاد کیونکر قائم ہو سکتا ہے اور جس میں حضور نے اور بہت سی نہایت اہم اور مفید تجاویز کے علاوہ ایک تجویز یہ بھی بیان فرمائی کہ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کے متعلق سخت کلامی اور بدزبانی نہ کی جائے۔ اُنپر گندے اور ناپاک الزام نہ لگائے جائیں۔ کیونکہ جب تک یہ نہ ہو اُسوقت تک کبھی صلح نہیں ہو سکتی۔ اسی جلسہ میں آریوں کے لیکچرار دھرم بھکشو صاحب نے ایک اشتہار شائع کرایا جسمیں بانی سلسلۂ احمدیہ اور ہمارے ہادی و پیشوا حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ سراسر جھوٹا الزام لگایا ہے کہ پنڈت لیکھرام کو آپ نے سازش سے قتل کرایا تھا۔ اور اسپر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کو مباحثہ کا چیلنج دیا ہے۔ اس ناپاک اور جھوٹے الزام سے ہمارے دلوں کو جس قدر دکھ اور تکلیف پہنچی ہے۔ اسکا اندازہ مہاشہ دھرم بھکشو نے تو کیا لگانا ہے۔ مگر دوسرے لوگ جو کسی نہ کسی بزرگ کی عظمت اپنے دل میں رکھتے ہیں اس خیال سے کر سکتے ہیں کہ ان کے بزرگوں کی ہتک سے ان کو کیسی تکلیف ہوتی ہے۔ اگرچہ مہاشہ صاحب کے اشتہار کی عبارت شرافت سے قطعاً بعید ہے۔ لیکن ہم ان کو کسی حد تک معذور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ گالیاں دینا اور ابتداءً گالیاں دینا ان کی عادت ہو چکی ہے۔ پس ہم غیر شریفانہ کلام سے قطع نظر کر کے چیلنج کے متعلق یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ گو ان کا چیلنج کسی ذمہ وار سماج کی طرف سے نہیں ہے۔ اسوجہ سے قابل التفات نہیں تاہم خوشی کے ساتھ ہم اسے منظور کرتے ہیں۔ اور جیساکہ انھوں نے لکھا ہے۔ اگر اس چیلنج سے ان کی غرض تحقیق حق و ابطال باطل ہے تو اسکے لیئے کسی خاص الشان سے بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جو بھی المقابل پیش ہو اس سے گفتگو کرنی چاہیئے۔ اور پھر جبکہ مہاشہ صاحب خود لکھتے ہیں۔ کہ "میں کئی مرتبہ قادیان آکر آپ (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کے دوسرے مریدوں سے گفتگو کر چکا ہوں" تو ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی میں وہ دوسرے اصحاب سے گفتگو کرتے رہے ہیں۔ اب حضور کے لاہور تشریف لانے پر کوئی نئی بات نہیں پیدا ہوگئی۔ بلکہ حضور کے مشاغل میں زیادتی ہوگئی ہے۔ اسلیئے اگر مہاشہ جی کو تحقیق حق منظور ہے تو اسکے لیئے حضور کے کسی ادنیٰ خادم سے مباحثہ کر لیں۔ جو مہاشہ جی کی تسلی کرنے کے لیئے تیار ہیں اسکے لئے ہم اپنی طرف سے کسی وقت کی تعیین نہیں کرتے۔ اور نہ یہ کہتے ہیں کہ فوراً جواب دو بلکہ اجازت دیتے ہیں کہ جب مہاشہ جی تیار ہوں۔ پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کے متعلق یا اور جس مسئلہ پر ان کا جی چاہے بحث کر لیں۔ ہم اسکے لیئے تیار ہیں۔ اگر مہاشہ جی آج کل مباحثہ کرنا چاہیں تو ہم ان کی اطلاع پر ہم اسوقت اپنے مناظر منگوا سکتے ہیں جو ایک دن نہیں دو دن نہیں۔ اگر مہاشہ جی ایک سال دو سال بھی ان سے بحث جاری رکھنا چاہیں گے تو جاری رکھیں گے۔ اور جب تک پوری طرح تحقیق نہ ہو جائے نہیں جائیں گے۔ پس مہاشہ جی کو چاہیئے کہ مباحثہ کی تیاری کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ تاکہ اسکے مطابق ہم انتظام کر سکیں ۔

کیا مہاشہ جی اپنے چیلنج سے اسی طرح فرار تو نہ کرینگے جسطرح جناب شردھانند صاحب نے باوجود اسکے کہ انکی تمام شرائط منظور کر لی گئی تھیں۔ مباحثہ کا چیلنج دیکر خود ہی واپس لے لیا تھا ۔

خاکسار سید ولی [illegible]

انجمن ا[illegible]

سردیوں کا تحفہ

اس کا دوسرا نام کستوری کی گولیاں ہے جو موتی کستوری عنبر زعفران وغیرہ قیمتی اشیاء کا مرکب ہیں۔ موسم سرما کے لئے عجیب و غریب تحفہ ہے۔ حرارت غریزی کو بڑھاتیں۔ پٹھوں کو مضبوط کرتیں۔ دل اور دماغ کو خاص قوت دیتی ہیں۔ یہ حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح اول کا جو علم طب کے بادشاہ تھے مجربہ نسخہ ہے۔ انکی کی خوراک صرف عہ محصول ڈاک علاوہ۔

ملنے کا پتہ۔ منیجر نور قادیان ضلع گورداسپور

اگر آپ

اپنی خانگی و تمدنی و قومی زندگی خداتعالیٰ کے منشاء کے مطابق بنانا چاہتے ہیں تو سورۃ نور کا علم حاصل کریں جسکی بہترین تصویر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے اپنے درس میں فرمائی جسے ایڈیٹر صاحب الفضل نے مرتب کر کے ایک بڑی بھاری ضرورت کو پورا کیا۔ حجم ۱۰۴ صفحے قیمت عہ صرف چند جلدیں باقی ہیں۔ باقی تمام سلسلہ کی کتب خصوصاً پنجابی نظمیں مشہور شاعر دلپذیر و منظور صاحبان وغیرہ کی مجھ سے طلب کریں۔

نصیر شاپ قادیان

قلعہ شکن توپیں

کیا آپ نے ابتک آریہ قلعہ کو مسمار کرنیکے واسطے مندرجہ ذیل قلعہ شکن توپیں نہیں منگائیں؟ آج ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ان توپوں کو منگا کر آریوں پر حملہ آور ہو اور آریہ قلعہ کو سطح زمین سے ملا دے۔ یہ معمولی کتابیں نہیں ایک زبردست ہتھیار ہیں جن سے دشمن نگونسار ہوگیا۔

[illegible] الصدری کا مہرشی ۲ ۱۰ ار مشین گن ۳ مہر صاعقہ ذوالجلال [illegible] کا آئینہ ۱ ار ازالۃ الشکوک ۲ ار [illegible] خریدار۔

[illegible] منزل قادیان

نادر روحانی تحفے

ضروری اطلاع

مندرجہ ذیل نایاب کتب چھپ گئی ہیں۔ احباب جلد منگالیں۔ انہیں سے بعض اعلیٰ مجلد بھی موجود ہیں

حقیقۃ الوحی عہ
" مجلد اعلیٰ۔ نام سنہری لعہ
نورالدین عہ
" مجلد نام سنہری ۱۲ ار
تصدیق براہین احمدیہ ۱۲ ار
" مجلد نام سنہری ۱۸ ار
تریاق القلوب ۱۳ ار
انجام آتھم ۱۲
ازالہ اوہام ۱۳
آئینہ کمالات اسلام ۱۲
" مجلد اعلیٰ ۱۴ ار
سرمہ چشم آریہ ۱۳ ار
شحنۂ حق ۱۸ ار
الحق دہلی ۱۳ ار
الحق لدھیانہ ۱۳ ار

جدید تفسیر خزینۃ العرفان حصہ پنجم ۹ پارہ سے ۱۲ پارہ تک کی تفسیر عہ سیرۃ المہدی مولفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب زیر طبع ہے عہ درخواستیں جلد آنی چاہئیں۔

احمدیہ پاکٹ بک۔ جو پہلے سے قریباً چار گنا ہوگئی ہے جس میں ہر ایک بو کتا عطر اور نچوڑ سینکڑوں دلائل اور حوالے اسمیں جمع کئے گئے ہیں جو عیسائیوں دہریوں آریوں اور غیر احمدیوں کے مقابل زبردست وفادار ہتھیار کا کام دیگی۔ اس ماہ کے آخر میں انشاء اللہ شائع ہو جائیگی۔ مجلد قیمت عہ درخواستیں بھیجدیں۔ فہرست کتب سلسلہ جدید چھپ گئی ہے درخواست آنے پر مفت ارسال ہوگی۔

کتاب گھر قادیان

نوایجاد مشین سیویاں

جسکو نابالغ بچہ بھی چلا سکتا ہے۔ عرصہ نو سال سے کارخانہ ہذا میں صرف یہی مشین تیار ہوتی ہے۔ اس سے اس کی قبولیت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ زیادہ تعریف فضول۔ قیمت فی مشین پیتل پالش شدہ سوراخ چھلنی ۱۲۰ شہ سوراخ چھلنی ۲۱۲ والی لہ عہ

منیجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان

متفرقات

ایک لڑکی کے لیئے رشتہ درکار ہے جو مڈل میں پڑھتی ہے اور جسے تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق ہے دارالامان میں رہائش پسند ہے۔

(۲) چار مختلف علاقوں کے غیر مستطیع صحابیوں کی درخواستیں الفضل کے لیئے آئی ہیں۔ اگر احباب انکی قیمت کل یا بحصہ رسدی ادا کرسکیں تو انکے نام اخبار جاری ہوجائے۔ (منیجر)

آفتابی سلاجیت

عموماً لوگ اشتہاری ادویات کے استعمال سے سخت متنفر ہوگئے ہیں بدینوجہ اشتہارات اخباری دنیا میں وقعت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے ہیں۔

احمدی احباب یہ سنکر خوش ہوں گے کہ ہمنے امسال نہایت محنت اور جانفشانی سے سلاجیت گلگتی آفتابی کی گرمی میں احتیاط سے تیار کی ہے اس فائدہ بخش طاقت کی دوا کو اکسیر سے بہتر سمجھیں۔ تعریف کی ضرورت نہیں ہمنے اس دوائی کو فائدہ مند چیز سمجھ کر سب احباب کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے قیمت برائے نام قسم اول ۴ر قسم دوم ۲ر فی تولہ مقرر کی ہے جو اخراجات و محنت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ احباب منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ موقعہ غنیمت ہے۔

عبدالغفار عبدالغنی احمدیان سوداگران گلگت ایجنسی۔

اللّٰھم انت الشافی

جوہر شفا * نئی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جسکا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ نزلہ بخار و کھانسی خشک یا تر۔ بلغم میں خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرنا۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہیں مرد و عورت بچہ کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم جو سو روپیہ کو بھی سستی۔ فی تولہ ۶ علاوہ محصولڈاک جو ایکبار کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اسکا مطب میں رکھنا ضروری ہے ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔ پتہ

حکیم عزیز الرحمٰن قادر بخش انجینئر قادیان گورداسپور۔

پیٹ کی جھاڑو

یہ نسخہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بتایا ہوا ہے جو امراض شکم خاصکر قبض کے لیئے بہت مفید ہے آپ نے فرمایا کہ یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ آپ کے والدصاحب مرحوم نے اس نسخہ کو ۷۰ برس کی عمر تک استعمال کیا اور قبض و پیٹ کی صفائی کے لیئے بہت مفید پایا۔ اسلیئے کم از کم اسکی کچھ گولیاں احباب کے پاس ضرور ہونی چاہئیں تاکہ ایسے موقعوں پر کام آویں صرف ایک گولی شام کو سوتے وقت گرم پانی یا دودھ کے ہمراہ استعمال فرمالیں انشاء اللہ شکایت دور ہو جائیگی۔ قیمت فی شیشی معہ محصول ۱۲؎ عزیز ہومیو قادیان

کلرک کی ضرورت

دی انڈین گٹ مینو فیکچرنگ کمپنی کیلئے ایک ایسے کلرک کی ضرورت ہے جو ٹائپ کرنے اور دوکان کا حساب رکھنے کی پوری اہلیت رکھتے ہوں۔ تنخواہ معقول دی جاویگی۔ بذریعہ خط و کتابت طے کر لی جاوے۔

درخواستیں آنی چاہئیں اس پتہ پر
الغام اللہ مینیجر کمپنی ہذا
سید منزل سیالکوٹ شہر

تریاق چشم اور سارٹیفکیٹ

نمبر ۱۔ نقل ترجمہ انگریزی سارٹیفکیٹ سول سرجن صاحب (کیمل پور) میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں ڈاکٹروں اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا۔ میں نے سفوف مذکورہ کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا ہے۔ جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

نمبر ۲۔ شیخ نور الٰہی صاحب ایم۔ اے۔ آئی۔ ایس انسپکٹر آف سکولز ڈویژن ملتان تحریر فرماتے ہیں۔ مکرم بندہ تسلیم۔ تریاق چشم واقعی مفید ثابت ہوا ہے۔

نمبر ۳۔ اخبار ذوالفقار شیعہ لاہور بعنوان تنقید ایک پوڈر ہے جو ہمارے دفتر میں بغرض تنقید مرزا حاکم بیگ صاحب احمدی گڑھی شاہ دولہ گجرات پنجاب نے بھیجا ہے ہم نے اسکو اپنے خاندانی ممبر بچوں پر استعمال کیا۔ میرے لڑکے کو گرمیوں سے آشوب چشم کی وجہ سے ککرے پڑ گئے تھے جسکی عمر ۸ سال کی ہے تین یوم کے استعمال سے بالکل صحت ہو گئی۔ ایک اور بچہ کو عرصہ دو ماہ سے آشوب چشم تھا۔ ڈاکٹری اور یونانی دواؤں سے آرام ہو جاتا تھا مگر پانچ چھ یوم کے بعد پھر وہی صورت ہو جاتی تھی۔ ایک ڈاکٹر کی رائے تھی کہ ککروں کا اپریشن کیا جائیگا مگر تریاق چشم کے استعمال سے آج اسکی آنکھیں بالکل تندرست ہیں۔ بچے کی تندرست آنکھوں میں ایک ایک سلائی لگا کر دیکھی جیسے نظر کو بہت فائدہ کیا۔ درحقیقت یہ دوا نہیں کسی بزرگ کی دعا ہے جو تیر بہدف کام دیتی ہے ناظرین اسکو منگا کر ضرور استعمال کریں۔ ہمارے خیال میں اس تریاق چشم کے مقابلہ میں دوسری اکثر آنکھوں کی بیماریوں کے لیئے اور کوئی دوا نہیں ہے جو بغیر ضرر کے فائدہ مند ہو سکے اسکے فوائد کے مقابلہ میں قیمت صرف ۵ فضول کی کچھ حقیقت نہیں ہے اسکی ہر گھر میں رہنے کی ضرورت ہے بد قسمت ہیں وہ لوگ جو اس تریاق چشم سے فائدہ نہ اٹھائیں۔ قیمت تریاق چشم فی تولہ پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک وغیرہ (۸؍) بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم۔ گجرات گڑھی شاہ دولہ۔ پنجاب۔

اشتہاری دنیا

گو آپ بدظن ہو چکے ہیں۔ مگر دوستو ساری دنیا ایک جیسی نہیں۔ آؤ تجربہ کرو سچ اور جھوٹ کو تجربہ کی کسوٹی پر لگا کر دیکھو۔ ہم اسوقت صرف آپ کی تسلی کے لیئے چند مجربات پیش کرتے ہیں۔ جسکو پسند کرو منگا کر آزماؤ۔ اور ہماری سچائی کی داد دو۔

اکسیر تسہیل ولادت اسکا کام نام سے ظاہر ہے ایسے نازک وقت میں جبکہ کوئی عزیز سے عزیز بھی کام نہیں آ سکتا اسکو سچا غمگسار پاؤگے۔ بر موقع اسکے استعمال سے بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد تولید جو زچہ کو دو دو چار دن تک درد سے سخت بے چینی رہتی ہے اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہ درد بھی اسکے استعمال سے جاتا رہتا ہے قیمت معہ محصول ڈاک عہ

اکسیر نزلہ زکام خواہ نیا ہو یا پرانا اللہ کے فضل سے ایک دن میں ہی آرام ہو جاتا ہے۔ قیمت معہ محصولڈاک عہ

نسوار بیمثل دماغ بند رہتا ہو یا ناک سے چھینکیں آتی ہوں یا بدبو آتی ہو تو یہ نسوار ان شکایات کے رفع کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتی بے نظیر ہے قیمت فی تولہ ۲؍ معہ محصولڈاک۔

اکسیر داد داد کے لیئے بینظیر چیز ہے۔ داد خواہ کسی جگہ ہو چند دنوں میں بفضل خدا آرام آجاتا ہے۔ قیمت معہ محصولڈاک عہ

ڈلیپ پریمیر آئل بالوں کو لگانے والا خوشبودار تیل دماغی کام کرنیوالوں کیلئے اکسیر ہے۔ دلکو سرور آنکھوں کو ٹھنڈک اور دماغ کو معطر رکھتا ہے۔ قیمت معہ محصولڈاک عہ

مجربات منظور بیکاروں اور کم آمدنی والوں کے لیئے خصوصاً اور عوام کے لیئے عموماً ایک دولت کا چشمہ ہے جس میں طبی انمول جواہرات کے علاوہ بعض ایسی دستکاریاں بھی بتلائی گئی ہیں جو سینکڑوں روپیہ خرچ کرنے پر بھی نہیں حاصل ہو سکتیں۔

قیمت صرف پانچ روپیہ معہ محصولڈاک۔ قیمت بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنی ضروری ہے۔

ڈاکٹر منظور احمد مینیجر شفا...

دلائن س...

مختصر خبریں

— ملک بیریا میں مارشل لاء نافذ ہوگیا ہے۔ باغیوں پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

— برہما کے اندھوں کے لیئے وائسرائے بہادر نے ایک ہزار پونڈ کا عطیہ دیا ہے کہ ان کے لیئے مکانات بنوائے جائیں۔

— مسٹر سید حسین سابق ایڈیٹر انڈیپنڈنٹ نے امریکہ سے نیا وطن کے نام سے ایک اردو اخبار شائع کیا ہے۔

— مسٹر بالڈون وزیر اعظم برطانیہ نے فیصلہ کرلیا ہے کہ پارلیمنٹ کو فوراً برخاست کر دیا جائے۔

— چونکہ جرمنی نے ابھی لفٹنٹ گریف کے قتل کے بارہ میں تسلی بخش جواب نہیں دیا اسلیئے حکومت بلجیم نے تنبیہ کی ہے کہ تاوان فوراً روانہ کیا جائے ورنہ بلجیم اپنے مقبوضہ جرمنی علاقہ سے وصولی کی منظوری دیدیگا۔

— پیرس کی نیم سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ حکومت جرمنی کو لازمی طور پر زیر دفعہ ۲۲۷ معاہدہ صلح سابق ولیعہد جرمنی کو حوالہ کرنا پڑے گا۔ جو جرمنی میں آگیا ہے۔

— بیت المقدس کی حزب الوطنی نے بالاتفاق ایک پروگرام منظور کیا ہے۔ جس میں یہ پالیسی وضع کی ہے کہ فلسطین عربوں کے لیئے ہے۔

— خبر ہے کہ سر ایڈورڈ سٹیمر آئیندہ ماہ ہندوستان آنے والے ہیں۔ اور وہ اس کمیٹی کی صدارت کرینگے جو ہندوستان میں [illegible] کے امتحان کا انتظام کرنے پر غور کرے گی۔

— بمبئی میں ایک قانون پاس کیا گیا ہے جس میں زناکاری کا پیشہ کرنے یا ان کے مددگاروں کے لیئے مختلف سزائیں تجویز کی گئی ہیں اور یہ بھی فیصلہ ہوا ہے کہ زنان بازاری کو شہر سے خارج کر دیا جائے۔

— حکومت افغانستان نے کابل اور قندھار کو تار [illegible] لانے کا فیصلہ کیا ہے اسکا ٹھیکہ کراچی [illegible] دیا گیا ہے درمیانی فاصلہ [illegible]

— سابق قیصر جرمن کو وطن میں واپس آنے کی اجازت دینے کی برلن میں سرکاری طور پر تردید کی گئی ہے۔

— سر اوڈوائر اور سر نائر کے مقدمہ میں مستغیث کے گواہوں کی شہادت ختم ہوچکی ہے اور ۱۲ نومبر سے صفائی کے گواہ پیش ہو رہے ہیں۔

— رنگون میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ اکیاب کے قریب جزیرہ جنوبی روزنگا کے جنوب میں چار میل کے فاصلہ پر ایک نہایت وسیع جزیرہ کا انکشاف ہوا ہے۔

— ایک مسلمان لڑکی نے میڈیکل کالج لکھنؤ کے گزشتہ امتحان میں جو ماہ اکتوبر میں ہوا تھا۔ ایم۔ بی۔ ایس کا درجہ پاس کیا۔

— سال رواں کا علم ادب کا نوبل انعام مسٹر ییٹس مشہور آئرش شاعر ناٹک نویس اور ناشر کو ملا ہے انعام کی رقم ۷۶۵۰ پونڈ ہے۔

— پنجاب کی پراونشل کانگریس کمیٹی نے اعلان کیا ہے کہ اکالیوں کی موجودہ جدوجہد میں مدد کے لیئے ایک کمیٹی بنائی جائے۔ اور اس کے دو ممبر ڈاکٹر کچلو اور پنڈت جواہر لال نہرو امرتسر میں مقیم رہیں اور پروفیسر گڈوانی کو پبلسٹی بورڈ کا انچارج کیا گیا ہے۔

— خانصاحب میر فضل امام صاحب جنہوں نے میر اکالیوں کے مقدمہ سازش کی تفتیش کی تھی ترقی پاکر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہوگئے ہیں۔

— سابق امیر کابل سردار محمد یعقوب خاں کا ڈیرہ دون میں انتقال ہوگیا ہے۔

— الفضل کی کسی گزشتہ اشاعت میں ایک ہندو اخبار کی اطلاع کی بنا پر لالہ امرناتھ صاحب سیکنڈ ماسٹر جہلم ہائی سکول کی خودکشی کی خبر شائع ہوئی جس کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط تھی۔ دراصل خودکشی لالہ امرناتھ صاحب کے نوکر نے کی ہے۔

— سابق ولیعہد جرمنی کی واپسی اور جرمن گورنمنٹ کے دول متحدہ کے فوجی اقتدار کی بحالی سے انکار کر دینے سے فرانس۔ بلجیم اور اٹلی میں جرمنی کے خلاف بہت جوش وخروش پھیل گیا ہے۔ اور ان ممالک میں مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ جرمنی پر مزید تاوان لگائے جاویں۔

— وفد بیت المقدس جو دو ہفتہ سے بمبئی میں مقیم تھا۔ اب بمبئی سے حیدر آباد کو روانہ ہوگیا ہے۔

— سردار مہتاب سنگھ اور دیگر اکالی لیڈران کے خلاف جن دفعات کے ماتحت مقدمہ چل رہا تھا وہ وکلاء صفائی کے اعتراض کی بنا پر منسوخ ہوکر دوسری دفعات کے ماتحت چلایا جائے گا۔

— کمشنر انتخابات پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ زمینداران پنجاب کے ووٹ ۷ دسمبر کو لیجسلیٹو [illegible] کے لیئے ۱۱ بجے صبح دفتر فنانشل کمشنر پنجاب لاہور میں شمار ہوں گے ریکارڈز پنجاب لاہور۔ پنجاب یونیورسٹی کے ووٹ ۱۰½ بجے صبح سینیٹ ہال لاہور اور ایوان تجارت کے ووٹ ۱۱ بجے صبح دفتر رجسٹرار کوآپریٹو سوسائیٹیز پنجاب لاہور میں شمار ہوں گے۔

— انگلستان کی عورتیں نئے انتخاب پارلیمنٹ کو اپنی جنس کے نقطہ نگاہ سے اہم خیال کرتی ہیں اور [illegible] ۲۱ عورتوں نے رکنیت کی امیدواری کا اعلان کیا ہے۔

— جرمنی میں سرکاری طور پر حکم دیا گیا ہے کہ تمام قہوہ خانے شراب خانے وغیرہ جو عیش وعشرت کے لیئے ہیں ضبط کر لیئے جائیں۔ اور ان میں مفلسوں کی رہائش اور خوراک کا انتظام کیا جائے۔

— لندن کے جن ڈاکٹروں نے ہڑتال کی تھی انہوں نے متفقہ طور پر تحقیقاتی عدالت کے شرائط کے منظور کر لینے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

— سابق جرمنی نے اعلان کیا ہے کہ ولیعہد جرمنی میرے علم کے بغیر جرمنی گیا ہے۔ اگر مجھ سے مشورہ کرتا تو میں اسکے جانے پر معترض ہوتا۔

— دہلی کی خبر ہے کہ عراق میں ہیضہ وغیرہ کی کمی کے باعث حاجیوں اور قلیوں کو عراق جانے کی ہندوستان کی بندرگاہوں سے اجازت ملگئی ہے۔

— فرانسیسی گورنمنٹ نے ساٹھ لاکھ فرینک کی منظوری کے لیئے ایک بل پیش کیا ہے یہ رقم فرانس کی خبریں باہر بھیجنے پر خرچ کی جائیں گی۔

— مسٹر ڈنیٹ سابق ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر اپنے عہدہ سے سبکدوش ہوگئے ہیں اور انہوں نے ضلع کا چارج مسٹر [illegible] انچ ایکل کو دیدیا ہے۔

شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر وپبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا